(۳) روح بمعنی رحمت - اور سب نبی اپنی اپنی اقوام کے واسطے رحمت ہوتے ہیں۔ مسیح بھی بنی اسرائیل کیواسطے (۱۵/۲۴ متی) رحمت تھے۔ لیکن رسول کریم صلعم رحمۃ اللعالمین تھے۔

(۴) روح پاکیزہ اور طیب چیز کو بھی کہتے ہیں۔ اور مسیح بھی پاکیزہ اور طیب تھے۔

(۵) ہر سچے واعظ پر روح کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ ۱ یوحنا ۴/۱

(۶) روح اللہ بمعنی قدرت خدا بھی آیا ہے متی ۱۲/۲۸ خدا کی روح کی مدد سے دیوؤں کو نکالتا ہوں منوندی لوقا ۱۱/۲ ایوب ۲۶/۱۳ اس نے اپنی روح سے آسمانوں کو آرائش دی ہے اور اسکے ہاتھ نے پیچیدہ سانپ کو بنایا ہے قاضیون ۱۴/۶ خدا کی روح نے سمسون کو یوں پھاڑا جیسے بکری کے بچے کو پھاڑتے ہیں۔

(۷) کامل مدرک نفس ناطقہ و مخزن حسنات کے معنی ہیں۔ پیدائش ۴۱/۳۸ فرعون نے اپنے نوکروں کو کہا کیا ایسا مرد (یعنی یوسف) جس میں خدا کی روح ہو۔ ہم پا سکتے ہیں۔ اس میں (یعنی دانی ایل میں) مقدس الہوں کی روح ہے دانی ایل ۴/۸ و دانی ایل ۵/۱۴ تو دانی ہے۔ کہ الہون کی روح تجھ میں ہے۔

(۸) روح ہوا کے معنی میں - پیدائش ۱/۲ اسکے تراجم دو طور سے کیئے جاسکتے ہیں۔ اول خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی دوئم یا یہ کہ تب پانیوں کی سطح پر خدا کی روح نے پر پھیلائے مقابلہ کرو خروج ۱۰/۱۳ و ۱۹ ریح یا ہوا۔

(۹) بمعنی سانس و دم - پیدائش ۶/۱۷ ہر ایک نفس جس میں زندگی کا دم ہے۔

(۱۰) بمعنی انسانی نفس ناطقہ واعظ ۱۲/۷ اسوقت خاک سے خاک پھر ملجائیگی۔ اور روح خدا کے پاس پھر جائیگی جس نے اسے دیا۔

(۱۱) بمعنی وحی یا فیضان الٰہی - گنتی ۱۱/۱۷ و ۲۵ (خطاب بموسیٰ برائے ستر بزرگان) اور میں اس روح میں سے جو تجھ میں ہے کچھ لے لونگا۔ اور ان میں ڈالوں گا۔ آیت ۲۵ تب خداوند بدلی میں ہو کے اترا۔ اور اس روح میں سے جو اسمیں تھی کچھ لیکر ستر بزرگوں کو دی ۲ سموایل ۲۳/۲ خداوند کی روح مجھ میں (یعنی داؤد میں) بولی۔ اور اس کا سخن میری زبان پر تھا ۲ تواریخ ۲۰/۱۴ تب یحزی ایل بن ذکریاہ بن بنایاہ میں یعنی ایل بن

تنیاہ ایک لاوی پر جو بنی آسف میں تھا۔ خداوند کی روح جماعت کے بیچ میں اتر آئی اور بھی
دیکھو حزقی ایل ۱۱/۵ اعمال ۸/۲۹ و ۱۱/۱۲ و ۱۵/۸ وغیرہ۔

(۱۲) مقصد و ارادہ کے مفہوم میں مندرجہ ذیل مقامات پر مستعمل ہوئی۔ یشعیاہ ۴۰/۱۳ کس نے
خداوند کی روح کو انداز کیا ہے۔ نیز یشعیاہ ۱۹/۱۴۔

(۱۳) مرضی کے معنی میں جیسے زکریاہ ۴/۶ زروبابل کے لیئے خداوند کا کلام ہے۔ کہ نہ
تو زور سے نہ توانائی سے بلکہ میری روح سے۔

(۱۴) بمعنی علم و فہم۔ خروج ۳۱/۳ و ۴ اور میں نے اسے حکمت اور فہمید و علم اور ہر طرح کی ہنر مندی
میں روح سے بھر دیا قاضیون ۳/۱۰ خداوند کی روح اسپر اتری اور وہ جنگ کے لیئے نکلا نیز
قضات ۶/۳۴ تب خداوند کی روح جدعون پر نازل ہوئی اور اس نے نرسنگا پھونکا۔ اور
بھی دیکھو ۲ سلا ۲/۹ و ۱ تواریخ ۱۲/۱۸ و امثال ۱/۲۳ و یشعیاہ ۴۴/۳۔

(۱۵) بمعنی نیک مرد یوحنا ۳/۶ جو روح سے پیدا ہوا ہے روح ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوگیا۔ کہ خود مسیحیوں کی کتاب مقدس میں
روح اللہ متعدد مقامات میں مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے۔ اور در آنحالیکہ ان
مقامات سے الوہیت مسیح ثابت نہیں ہوتی۔ پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ قرآن کریم کے الفاظ
روح منہ سے مسیح کی کوئی الگ و نرالی خصوصیت ڈھونڈھی جاوے۔

اب اسکے بعد الفاظ کلمۃ اللہ اور کلمۃ الرب کی نسبت بائیبل میں دیکھو۔
یہ الفاظ ذیل کے مقامات پر بمعنی کلام خدا یا حکم خدا مستعمل ہوئے ہیں۔

زبور ۳۳/۶ خداوند کے کلام سے آسمان بنے۔ ۱ تواریخ ۱۷/۳ اسی رات ایسا ہوا۔ کہ خدا
کا کلام ناتن کو پہنچا۔ اور بولا۔ کہ میرے بندے داؤد سے کہہ۔ ہوسیع ۱/۱ یربعام کے دنوں
میں خداوند کا کلام بیری کے بیٹے ہوسیع کو پہنچا۔ لوقا ۳/۲ جیسا کہ انہوں نے جو خود کلام کے
خادم تھے۔ ہم تک پہنچایا۔ یعنی حکم خدا) اعمال ۴/۳۱ اور خدا کا کلام دلیری سے سناتے
رہے اور بھی دیکھو اعمال ۶/۲ و ۱۲/۲۴ و ۱۳/۴۴ و ۴۶ و ۴۸ ۱ یوحنا ۲/۱۴ اے جوانو تم مضبوط
ہو۔ اور خدا کا کلام تم میں قائم رہتا ہے۔

محولہ بالا مقامات کے رو سے ثابت ہو گیا۔ کہ بائیبل میں کلام اللہ یا کلمۃ اللہ کے معنی مسیحؑ ہی نہیں۔ بلکہ دیگر معانی میں استعمال ہوا ہے۔ جن سے کہ الوہیت مسیح ثابت نہیں ہو سکتی پس اگر قرآن مجید میں یہ لفظ آگیا۔ تو پھر اس جگہ کیونکر اس سے تثلیث ثابت ہو سکتی ہے۔

یہ کہتے ہوئے مجھے ایک اور بات یاد آگئی۔ اور وہ یہ کہ۔ آج اس زمانہ میں بعض پادری صاحبان نے یہ نرالا نیوہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ چند منطق کی اصطلاحات جو بالکل انکے مفید مطلب نہیں ہوتیں۔ انکو از بریاد کر لیتے ہیں۔ اور پھر وہ عام مجالس میں بطور لیکچر طوطے کی طرح سُنا دیتے ہیں۔ اور نہ خود مطلق سمجھتے ہیں۔ نہ سامعین ہی کو کچھ فائدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ نمونہ کے طور پر چند منطقی دلائل تحریر کر دیں۔ تا ایسے لوگ جلد خاموش کرائے جا سکیں:۔

اوّل الہامی منطق

برہان اوّل | کوئی خدا نہیں مگر ایک ۱کرنتھی ۸/۴ } ایک خدا ہے جو باپ ہے ۱کرنتھی ۸/۶ دیوخاس ۱۷/۳ پس سوائے باپ کے کوئی خدا نہیں } مگر مسیح باپ نہیں۔ کلسیا کا قول

∴ مسیح خدا نہیں۔

برہان دوم | تب یسوع روح کے وسیلہ بیاباں میں لایا گیا۔ کہ شیطان سے آزمایا جاوے متی ۴/۱ } ہمارا سردار کاہن مسیح ساری باتوں میں ہماری مانند آزمایا گیا عبرانی ۴/۱۵

خدا برائی سے آزمایا نہیں جاتا یعقوب ۱/۱۳ } مسیح آزمایا گیا ∴ مسیح خدا نہیں۔

دنیوی منطق

اوّل۔ اہل تثلیث کہتے ہیں کہ ثلاثہ اقانیم میں تثلیث اور امتیاز حقیقی ہے (اتاناسیس از ۹ تا ۱۸) اور پھر وحدت بھی حقیقی ہے (اتاناسیس ۲۰) یعنی ان کے نزدیک ایک چیز تین بھی حقیقتاً ہے۔ اور ایک بھی حقیقتاً۔ اور یہ بدیہی البطلان ہے۔

۲۔ ایک کا پورا ثلث نہیں نکل سکتا۔ اور تین کا پورا ثلث ہے۔ پس بین تفاوت آ گیا۔

۳۔ تین حقیقی تین احاد کے مجموعہ سے عبارت ہے۔ اور ایک حقیقی کسی احاد کا مجموعہ نہیں۔

۴۔ ایک جزء تین کا ہے۔ پس اگر ایک حقیقتاً عین تین کا ہو۔ تو جزء کل ہو جائیگا۔ اور اگر

تین ایک کا عین ہو۔ تو کل جز بن جائیگا۔ اور یہ صریح البطلان ہے ۞

۵۔ لازم آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اجزاء غیر متناہی بالفعل سے مرکب ہو۔ کیونکہ جب جز کی حقیقت کل کی حقیقت ٹھیری۔ اور کل مرکب تھا۔ تو چاہیئے۔ کہ جز بھی مرکب ہو ایسے جز سے کہ وہ اس کا عین ہو۔ اور پھر وہ بھی مرکب ہو۔ اور اسی طرح غایت اخیر تک۔ اور مرکب ہونا کسی چیز کا اجزاء غیر متناہی بالفعل سے باطل ہے ۞

۶۔ جب ایک ثلث تین کا ہے۔ اگر تین عین ایک ہو۔ تو لازم آتا ہے۔ کہ ایک اپنے ہی نفس کا ثلث ہو۔ اور یہ قطعی محال ہے ۞

۷۔ بتلاؤ۔ کہ اقنوم ثانی و اقنوم ثالث مثل اقنوم اول کے موجود ہے یا کہ نہیں اگر نہیں تو تثلیث ہی اڑ گئی۔ اور ان دو اقانیم کی مساوات اقنوم اول کے ساتھ درجہ موجودیت میں بھی کہ اول مرحلہ ہر چیز کے کمال کا ہے۔ ثابت نہ ہوئی۔ چہ جائیکہ دیگر جملہ صفات کمالیہ کا خیال آوے۔ اور اگر موجود ہے۔ تو حال سے خالی نہیں۔ ان اقانیم میں اسی درجہ موجودیت اول میں اتحاد ذاتی ہے یا کہ نہیں۔ اگر نہیں۔ تو دعوے توحید کا غلط ہے (اتاناسیس ۲۷)

ب۔ اور اگر اتحاد ذاتی ہے۔ تو یہ اجتماع نقیضین کا ہے۔ کہ ایک ہی چیز اپنی شخصیت کی راہ سے ایک بھی ہو۔ اور ایک بھی نہ ہو۔ بلکہ متعدد ہو۔ اور یہ صریح البطلان ہے۔

نوٹ۔ انکار شخصیت کرنے والوں کے جواب میں واضح ہو۔ کہ جسمانیت شخصیت کے واسطے لازم جاننا خیال عجیب! کیونکہ حال ایسا نہیں۔ بلکہ تشخص وجود سے جدا نہیں ہوتا۔ شے موجود مادی ہو یا مجرد اور تعدد وجود کا مستلزم تعدد تشخص کو ہے۔ پس ثلاثہ اقانیم کا قایل و مقر ثلاثہ اشخاص کا قائل و مقر ہے ۞

گوشت خوری

(ماسٹر محمد طفیل صاحب بٹالہ)

گھاس کھانے والوں نے گوشت کے استعمال کے برخلاف بے سمجھی سے بڑے بڑے اعتراض کیئے ہیں۔ اگر ان تمام اعتراضات کو یکجا کر کے اُن پر نظر غائر ڈالی جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کا مدار صرف سات وجوہ پر ہے۔ جو حسب ذیل ہیں:-

۱۔ گوشت قدرتی طور پر انسان کے لیئے مفید نہیں۔ کیونکہ انسان کو اسمیں صنعت اور تکلیف کی حاجت ہوتی ہے۔ جب تک وہ ایسا نہ کرے اسکو استعمال نہیں کر سکتا ؛

۲۔ گوشت جانوروں کے ذبح کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ذبح کرنا خدا تعالیٰ کی صنعت کا مٹانا ہے ؛

۳۔ ذبح کرنے میں جانور کو مفید زندگی اور اسکے تمتع سے محروم کیا جاتا ہے ؛

۴۔ ذبح میں بے جرم جانوروں کو سخت سے سخت تکلیف پہنچائی جاتی ہے ؛

۵۔ ذبح اور قتل جیو ہتیہ ہے۔ اور رحیمیت اور ربوبیت کے برخلاف ہے ؛

۶۔ انسان کی فطرت اور بناوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ماس خور نہیں بلکہ وہ سبزی خور ہے ؛

اعتراض اوّل کے جواب میں پہلے ہم پروفیسر برجل کا فیصلہ پیش کرتے ہیں:-

ایک محقق انگریز کا فیصلہ گوشت کے متعلق

صاحب ممدوح برلن یونیورسٹی کے ایک نہایت ہی قابل لیکچرار ہیں انکے نام نامی سے آج کون واقف نہیں ہے۔ انکا نام صفحۂ روزگار پر نہ صرف اسلیئے نہائت ہی روشن حروف میں لکھا دکھائی دیتا ہے کہ انہوں نے بعض بڑے بڑے پیچیدہ امراض کے متعلق بڑی بڑی حکیمانہ تحقیقات کی ہیں اور ان تحقیقات کی وجہ سے انہوں نے اپنے زریں خیالات اور نہایت ہی قیمتی نتائج کا اظہار فرمایا ہے۔ بلکہ اسلیئے بھی انکو خاص شہرت حاصل ہے کہ بعض اشیاء کے متعلق انہوں نے اپنے ذاتی تجارب اور مشاہدات کی بناء پر ایسے عجیب و غریب اور مفید امور کا انکشاف کیا ہے کہ جسکو تا حال زبردست سے زبردست تحقیقات کسی طرح غلط یا مشکوک ثابت نہیں کر سکیں ؛

جن چیزوں کے متعلق پروفیسر صاحب موصوف نے اپنے ذاتی تجارب بیان فرمائے

ہیں۔ اُن میں سے ایک گوشت بھی ہے ٭

گوشت کے کھانے کے متعلق صاحب ممدوح نے ایک بڑا مبسوط مضمون لکھا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ اگر اس مفید خوراک کو انسان ایک اندازے سے استعمال کرے۔ اور کسی قسم کی زیادتی بے ترتیبی اور بدترکیبی کو عمل میں نہ لائے اور اعلیٰ سے اعلیٰ طریقوں اور ترکیبوں سے نہایت عمدگی اور احتیاط سے تیار کرکے اسکو کام میں لائے تو یہ چیز اسکے لیئے ایسی عمدہ خوراک پیش کرتی ہے جو اپنے افعال و خواص میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ٭

ان کا بیان ہے۔ کہ اگر کوئی چیز انسان کے اندر چستی۔ چالاکی۔ دلیری۔ شجاعت۔ غیرتمندی حوصلہ اور بہادری پیدا کر سکتی ہے۔ اور اگر کوئی چیز انسان کے روحانی قوٰی کو حرکت میں لاکر انکو ترقی اور نمو کے راستے پر ڈال سکتی ہے تو یہی گوشت کا کھانا ہے ٭

رہا یہ سوال کہ کونسا گوشت استعمال کیا جاوے۔ کس طرز پر اسکو کھایا جاوے۔ اسکے کھانے میں کون کونسی مقدار اور اندازے کو نصب العین رکھا جائے۔ کن کن اوقات پر اسکو نوش جان کیا جاوے۔ کیا دونوں وقت ہر روز اسکو کھایا جاوے یا وقفے دے دیکر۔ کس کس جانور کا گوشت زیادہ پسندیدہ ہے ان تمام باتوں پر بھی انہوں نے نہایت ہی عمدہ اور مدلل نوٹ لکھے ہیں۔ جن کا بیان نقل کرنا طوالت سے خالی نہ ہوگا ٭

ممکن ہے۔ کہ پروفیسر برجل صاحب کے زبردست مگر بے لاگ فیصلے کو پڑھکر کوئی شخص یہ کہدے کہ ہم اسکو ماننے کے لیئے طیار نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ شخص آخر عیسائی ہے جسکے مذہب میں گوشت کے کھانے کی اجازت ہے اسلیئے اگر وہ گوشت کی تعریف کرتا ہے تو اسکی وجہ صرف یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے مذہب اور معتقدات کے رو سے ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ ہم کسی عیسائی یا مسلمان کی رائے کو اس معاملہ میں ہرگز نہیں مان سکتے۔ بہت اچھا آئیے۔ ہم غور کریں کہ اُن لوگوں کی کتابوں کے اندر کیا لکھا ہے۔ جو اپنے خیال میں گوشت کا استعمال ناجائز سمجھتے ہیں۔ کسی نے کہا ہے کہ ع جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

دیکھیئے شانتی پرب مہابھارت صفحہ ۱۵۴۳۔ ادھیائے ۱۸ ہمارے سامنے کونسا اصول پیش کرتا ہے :-

سُنیئے۔ راجہ جدھشٹر بھیشم جی کو کہتے ہیں۔ کہ" دنیا میں جو ذائقہ گوشت کا ہے اور کسی چیز کا نہیں۔ گوشت سے جسمانی طاقت بڑھتی ہے۔ تولید خون ہوتا ہے۔ گوشت سے بہتر اور کوئی غذا نہیں +

جدھشٹر کا بیان گوشت کے متعلق

اب ذرا ٹھنڈے دل سے اس ادھیائے پر غور کریں کہ راجہ جدھشٹر جی مہاراج گوشت کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ کیا وہ نہیں فرماتے کہ

۱۔ گوشت کا ذائقہ سب چیزوں کے ذائقہ سے اچھا ہے +

۲۔ اسکے استعمال سے جسمانی طاقتیں بڑھتی ہیں +

۳۔ اسکے کھانے سے خون میں زیادتی ہوتی اور انسان کے اندر چستی اور چالاکی آتی ہے"

۴۔ اس سے بہتر اور کوئی غذا نہیں +

اگر کوئی ایسا بہادر ہے۔ کہ وہ اسقدر کہنے کی جرأت رکھتا ہو۔ کہ میں مہابھارت کو بھی (جو ہنود کی ایک مقدس کتاب مانی گئی ہے) نہیں مانتا۔ اور نہ راجہ جدھشٹر کی عزت میرے دل میں ہے۔ وہ ذرا دسشٹ سمرتی کا بھی فیصلہ سنتا جائے جس کا ترجمہ بھاشا میں پنڈت بھیم سین جی نے کیا ہے اور جسکو پنڈت صاحب ممدوح ہی نے اٹاوہ میں اپنے برہمن ینترآلہ میں ۱۹۰۸ء میں چھپوایا ہے اسکے صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱ پر لکھا ہے۔ کہ" اور بھی شرتی وید میں لکھا ہے۔ کہ آئے ہوئے برہمن وکھشتری۔ راجہ اور اتتھی کے لیئے بڑے بکرے اور بڑے بیل کو پکاوے" شلوک ۸

یہاں صرف حکم ہی نہیں دیا۔ کہ تم بڑے بڑے بیلوں اور بڑے بڑے بکروں کا گوشت اسی وقت پکایا کرو۔ جبکہ تمھارے ہاں بڑے بڑے رؤسا مہمان بنکر آیا کریں۔ بلکہ کسی دوسرے مقام پر اسکی ایک نہایت ہی معقول دلیل بتادی ہے۔ کہ بیل کا گوشت کھانے سے اعلیٰ درجہ کی اولاد لائق۔ سمجھدار۔ دینی دنیاوی علوم سے کامل طور پر متمتع۔ فصیح وبلیغ۔ اور آسمانی کتب سے پوری پوری واقفیت رکھنے والی اور انکی تعلیم پر عمل کرنے کرانے والی پیدا ہوتی ہے +

دیکھو بریدارنیک اپنشد۔ ادھیائے ۶۔ براہمن ۴۔ منتر ۱۸۔ جہاں لکھا ہے کہ:۔

بیل کا گوشت کھانے کا فائدہ

" جو پرش چاہے کہ میرا پتر پنڈت۔ پرکھیات۔ پرگلبھ۔ سندر

کا دکتا - سپورن آیو کا بھوگنے والا ہووے - وہ پُرش جوان بیل اتھوا اس سے کچھ زیادہ عمر والے بیل کا مانس چاولوں کے ساتھ پکا کر اُس میں گھی ڈالکر اپنی عورت سمیت (یعنی دونوں عورت اور مرد) کھا دیں'' ؛

اب ایسی صاف اور واضح تعلیم کے ہوتے ہوئے کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ گوشت ایک مفید شے نہیں ہے ؟ اب جبکہ یہ بات مخالفین کے اپنے مسلمات اور عقائد سے ثابت ہو گئی - کہ گوشت کا استعمال ایک نہایت ہی مفید اور ضروری چیز ہے قطعاً اس امر کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ اس امر کا بھی ثبوت دیا جاوے کہ گوشت کھانا جیو ہتیا ہے یا نہیں یا ذبح حیوانات سے صنعتِ خدا کو نقصان پہنچتا ہے یا نہیں - کیونکہ اگر یہ بات سچی ہے جیسا کہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ بڑے بڑے آدمیوں کی تواضع صرف گوشت ہی سے کرنی چاہیئے اور شرادھ میں بھی گائے ہی کا گوشت کھلایا جاوے جیسا کہ پستک ترجمہ مسٹر جولسن جیلی (Jull san Jally) صفحہ ۱۶۹ وشنو سنتھا ادھیائے ۸۰ میں لکھا ہے کہ '' گائے کا گوشت شرادھ میں کھلانے سے ۹ مہینے تک پِتری گن ترپت رہتے ہیں '' اور مصنف وشنو پران (مطبوعہ بنگ باسی بکرمی ۱۹۵۶ باہتمام سری اردنو دے رائے بھی جو سناتن دھرم کے بھاری پنڈت ہیں) صفحہ ۳۱۳ اور ۳۱۴ ادھیائے ۱۶ - انش ۳ میں تبتر فرماتے ہیں کہ '' گائے کا گوشت دینے سے گیارہ مہینے تک پِتری گن ترپت رہتے ہیں - پِتر گینڈے ماتس کرشن شاک اور مدھو پرک یہ چیزیں شرادھ کرم میں بہت ہی شرشٹ اور ترپتی دائک ہیں ''۔

تو بتاؤ - کہ گوشت کہاں سے آئیگا - ذبح سے - یا کسی اور طرح سے - کیا ذبح سے جیو ہتیا ہوگی یا نہیں - اور کیا اس سے صنعتِ خدا مٹیگی یا نہیں اِس کا جواب جو کچھ تم دو گے وہی جواب ہم سے سمجھ لینا - مگر تاہم خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق دینے سے ہم اپنی جگہ پر یہ ثابت کر دکھائینگے - کہ یہ ساری اعتراضات بھی پہلے اعتراض کی طرح بالکل بودے اور بیہودہ ہیں - اب صرف اتنا ہم یہاں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ صرف یہی نہیں کہ اہل ہنود اور آریہ سماج کی اپنی تحریریں گوشت خوری کے متعلق ہمارے سامنے ایسے ایسے اصول رکھتی ہیں جن سے گوشت خوری کی اُلٹی تائید ہوتی ہے نہ کہ تردید - بلکہ وہ لوگ جو ان تحریروں کے پہلے مخاطب تھے اور جو ان ادھیائوں اور منتروں کو سب سے اچھا سمجھنے کا ملکہ اور قابلیت رکھتے تھے

انہوں نے خود یگیہ پر عمل کر کے اور مانس کھا کر اس امر کا عملی ثبوت بہم پہنچا دیا ہے کہ یقیناً آریہ سماج اور اہل ہنود کی تعلیم کا یہ حصہ نقص سے خالی تھا ؎

آؤ- ذرا لگتے ہاتھ یہ بھی دیکھ لیں کہ ان لوگوں نے جنکی ہر ایک بات کو تم نہایت ہی عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہو. گوشت خوری کے متعلق تمہارے لیئے کیا نمونہ دکھایا- کیا تم انکے قدم پر قدم رکھکر اور ان کے پاک اور بے نقص اسوۂ حسنہ کی پیروی کر کے سپوت کہلانا چاہتے ہو یا انکی خلاف مرضی چل کر کپوت بننا پسند کرو گے ؟-

کیا رام چندر جی مہاراج بھی گوشت کھاتے تھے ؟ دیکھو تم رام چندر جی مہاراج کی کیسی عزت کرتے ہو. کیا تم انکو اوتار سمجھتے ہو یا نہیں ؟ کیا تم یہ عقیدہ رکھتے ہو یا نہیں کہ وہ ہر طرح خطا سے بری اور معصوم تھے ؟ پھر اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ گوشت کھاتے تھے تو کیا تم اتنا کہنے کی جرأت کر سکتے ہو کہ وہ اس معاملہ میں حق بجانب نہیں تھے ؟ حالانکہ ان کا یہ فعل عین اس ویدک تعلیم کے مطابق تھا جسکو تم مانتے ہو ؎

رامائن آرنیہ کانڈ ادھیائے ۷۳- شلوک ۱۴- ۱۵ میں لکھا ہے کہ "بندر رام چندر جی سے کہتے ہیں- اے رگھو! آپ ان سندر پنچھیوں پر گذارہ کریں اور رہتا چکر ٹونڈ اور نرم مچھلیوں کو کھاویں"

لچھمن جی مہاراج بھی مانس خور تھے پھر یہی نہیں لچھمن جی جنکو تم قریب قریب ویسی ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہو- جس طرح رام چندر جی کو- وہ بھی گوشت خوری میں اپنے بے مثل اور بے نظیر بھائی کے ساتھ ہی شامل رہتے ہیں- اور انکو یہ نہیں کہتے کہ بھائی- تم تو غلطی کرتے ہی ہو- میں کیوں خواہ مخواہ تمہارے ساتھ شامل ہو کر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کروں +

رامائن اجودھیا کانڈ سرگ ۵۲ شلوک ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ " تب وہ دونوں بھائی رام اور لچھمن ریش مار کر لائے اور شام کو اس کا مانس کھا کر ایک درخت کے نیچے رہنے لگے "

انہوں نے ریچھ کو کیوں مارا- اور اس کا گوشت کیوں کھایا ؟-

شاستر میں گوشت کھانے کی تعلیم اسلیئے کہ شاستر میں لکھا تھا- کہ وہ ایسا کریں- دیکھو- اجودھیا کانڈ سرگ ۵۶- شلوک ۲۴ سے ۳۶ تک- جہاں لکھا ہے کہ "رام چندر نے لچھمن کو کہا- کہ ہرن کو مار کر جلدی لا- **کیونکہ شاستر میں جیسی ودھی لکھی ہے ویسے ہم کریں**- لچھمن اس حکم کو پا کر ہرن مار لایا- اور اس سے ہون کیا (یعنی کستوری نکالکر) اور پھر کھایا "

ان حوالوں کے دیکھنے کے بعد بھی جو بڑے صاف اور واضح ہیں اور جن کے قبول کرنے میں کسی عقلمند اور فہیم انسان کو قطعاً کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے ممکن ہے کہ آریہ سماج کے چند جلد باز اور جوشیلے نوجوان یہ عذر پیش کر دیں کہ اچھا ہمارے نئے گرو مہاراج۔ سوامی دیانند صاحب کی تعلیم یا اقوال سے یہ ثابت کر دو کہ گوشت کھانا جائز ہے تو ہم مان سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ تو ہم یہ بھی دکھانے کو طیار ہیں کہ خود آریہ سماج کے بانی شری سوامی صاحب گوشت خوری کا فتویٰ صادر کرنے میں کوئی عیب نہیں دیکھتے۔

سوامی دیانند کا فتویٰ گوشت کے کھانے کے متعلق دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۳۔ جہاں اس سوال پر کہ اگر بوجہ ایذا رسانی جانور یا آدمی کو مار ڈالا جاوے تو پھر کیا اسکے گوشت کو پھینک دیا جاوے۔ سوامی جی فرماتے ہیں کہ خواہ پھینک دو۔ خواہ کوئی گوشت خور اسکو کھا جاوے تو بھی دنیا کا کچھ نقصان نہیں۔

سوامی جی کے فتوے مذکورہ بالا سے کیا نکلتا ہے؟۔ یہی نہ کہ۔

۱۔ بوجہ ایذا رسانی کسی جانور کا مارنا تو درکنار رہا۔ آدمی کا مارنا بھی جائز ہے ٭

۲۔ گوشت کھانا جائز ہے۔ صرف حیوانات کا نہیں۔ بلکہ آدمی کا بھی ٭

۳۔ گوشت کھانا گناہ نہیں۔ نہ اِس سے دنیا کا کوئی نقصان ہے ٭

۴۔ گوشت اگر میسر آئے۔ تو اسکے لیے دو ہی صورتیں ہیں۔ یا اسکو پھینک دو یا کھا لو قطع نظر اسکے کہ وہ کس چیز کا گوشت ہے ٭

اب غور کیجیئے۔ کیا سوامی جی کے لیئے مذکورہ بالا سوال کے جواب میں صرف یہ کہدینا کافی نہ تھا۔ کہ "ہاں۔ اس گوشت کو پھینکدینا چاہیئے۔ کیونکہ مانس کھانیوالے ڈشٹ ہوتے ہیں" اپنی طرف سے خود بخود اس فقرے کے بڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ "خواہ کوئی گوشت خوار اسکو کھا جاوے تو بھی دنیا کا کچھ نقصان نہیں"۔ اسکی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ وید میں کھلے الفاظ میں لکھا پاتے تھے۔ کہ گوشت کھانا منع نہیں ہے۔ اور چونکہ ان کا یہی مقصد تھا۔ کہ وہ وید کی تعلیم کا پرچار کریں۔ اسلیئے اس کھلی تعلیم کے برخلاف کہنے کا انکو حوصلہ نہ ہوا ٭

اب سوچنے کی بات ہے۔ کہ جس حالت میں شری سوامی جی ایک انسان کو دوسرے انسان کے گوشت کھانے کی اجازت دینے میں کوئی قباحت نہیں دیکھتے۔ تو پھر دوسرے حیوانات کے گوشت کھانے

میں کیا قباحت ہوسکتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ گوشت اگر قدرتی طور پر انسان کے لیئے مفید ہے۔ تو پھر اس میں اتنی صنعت اور تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جسقدر اشیاء کو انسان استعمال کرتا ہے سب کو وہ اپنے تصرف اور ترکیب سے مرغوب طبع اور پسندیدہ بناتا ہے۔ اور بدوں دخل خود کسی چیز کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر وہ ایسا کرے۔ تو کیوں کرے۔ خدا تعالیٰ متصرف بالارادہ نے اسکو بڑی عقل۔ بڑا فہم اور بڑے بڑے قویٰ دیئے ہیں۔ اور اپنے متصرف بالارادہ ہونے کے ثبوت میں اسکو بھی جزوی طور سے متصرف اور جامعیت کا پتلا بنا دیا۔ تو پھر ایسا وجود جو خود خدا تعالیٰ کا جزوی طور سے مظہر ہو کس طرح اور کیونکر کسی شے کو بغیر اپنے دخل و تصرف کے کام میں لانا پسند کرسکتا ہے۔ دیکھو۔ وہ کس طرح کھانوں کو پکاکر اور مصالح وغیرہ سے مزیدار بنا کر کھاتا ہے۔ اگر اسکے سامنے کوئی میوہ کھانے کو لایا جاتا ہے۔ تو کس طرح پہلے اسکو وہ اپنی خواہش کے مطابق تراشتا ہے۔ کس طرح اسکا وہ گٹھلی وغیرہ سے تصفیہ کرتا۔ پھر اسکو مزے مزے کھاتا ہے۔ اپنی بیوی کے لیئے زیورات بناتا ہے۔ تو کس طرح انکو رنگا رنگ کی شکلوں میں دوسری نگ یا ٹکڑوں کے ساتھ ترکیب دیکر انکے زیب میں کرواتا ہے۔ غرض جس چیز کی طرف دیکھو گے۔ اہمیں ضرور اسکے تکلفات اور تصنع پاؤ گے تو پھر اگر گوشت کے کھانے میں یہ اگر کسی صنعت اور تکلف سے کام لیتا ہے تو ہُوا کیا؟

دوسرا اعتراض۔ گوشت جانوروں کے ذبح کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور ذبح کرنا خدا تعالیٰ کی صنعت کا مٹانا ہے۔

جواب۔ صنعت الٰہیہ کا وجود باری تعالیٰ کی خاص حکمتوں پر مبنی ہے۔ اسلیئے ذبح کرنا بھی جو اسکے حکم کے ماتحت کیا جاوے ضرور ہے کہ وہ کروڑہا حکمتوں پر مبنی ہو۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ حکمتوں سے خالی ہو۔

۲۔ اگر یہ سوال ہو۔ کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا۔ کہ ذبح خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت بھی ہوسکتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک نہایت ہی بُرا کام ہے۔ اس سے حیوانی نفوس کو تکلیف اور جیو ہتیا ہوتی ہے۔ تو اس کا آسان جواب تو یہ ہے کہ خود منکرین ذبح کے مسلمات سے ہم اسکا

پہلے کافی ثبوت دے چکے ہیں کہ ویدک پرمیشور نے نہ صرف بعض حالات میں ذبح کرنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ اسکو ضروری قرار دیا ہے۔ اگر وہ حوالہ جات جو اوپر بیان ہو چکے ہیں کافی نہ سمجھے جائیں تو چند مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں +

وید میں ذبح اور سوختنی قربانی کے چڑھاوے کا حکم

سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش ایڈیشن سوم صفحہ ۶۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ غلط ہے کہ بائیبل نے جو قربان گاہ بنانے اور سوختنی قربانیاں چڑھانے کا ذکر کیا ہے یہ اسکے الہام کی بنا پر ہے۔ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ یہ باتیں ویدوں سے لی گئی ہیں۔"

تو اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ قربانی کرنے اور قربانی کرنے کے لیئے ذبح کرنیکا پہلے پہل کس نے حکم دیا؟ گذشتہ حوالے کی بنا پر اس کا جواب صاف تو یہ ہے۔ کہ ویدک پرمیشور نے۔

پھر اگر قربانی کرنا حقیقتاً ہی باری تعالیٰ کی صنائع کا مٹانا ہے۔ تو پھر باری تعالےٰ کی صنائع کو مٹانے کا پہلا ذمہ وار کون ہے؟ کیا وہی ویدک پرمیشور اس کا ذمہ وار ہے یا کوئی اور بھی اس ذمہ واری میں اس کا شریک بن سکتا ہے؟ جواب بذمہ آریہ سماج۔ کیا کوئی سلیم الطبع آریہ دوست اس چیستان پر غور کرے گا؟۔

۳۔ اگر ذبح کرنا فی الواقع صنعت الٰہیہ کا مٹانا ہے۔ تو پھر رامائن کشکندھا کانڈ سرگ ۱۷ شلوک ۳۹

برہمنوں کی خوراک از روئے رامائن

میں یہ کیوں لکھا ہے۔ کہ "پانچ قسم کے جانور جو پانچ انگلیوں والے ہیں۔ اور برہمنوں کے کھانے کے لائق ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں :-

"جھاڑ۔ چوہا۔ سیہہ۔ گوہ۔ خرگوش۔ کچھوکماں"

شدھ مانس کا نہ کھانیوالا ۳۰ جنم تک پشو بنجاتا ہے

کسی جانور کا مار دینا۔ قربانی کر دینا۔ یا ذبح کر دینا تو غیر معمولی بات تھی۔ غضب تو یہ ہے۔ کہ منو ادھیائے ۵۔ شلوک ۳۵ میں لکھا ہے۔ کہ "شاستروں کی بدھ سے جو مانس شدھ ہے اسکو جو آدمی نہیں کھاتا۔ وہ پرلوک میں تیس جنم تک پشو بنتا ہے۔"

کیا اب بھی کوئی آریہ اتنا بڑا بول بول سکتا ہے کہ میں مانس کھانے سے نفرت کرتا ہوں؟۔

۴۔ منکرین ذبح یہ تو کہتے ہیں کہ ذبح کرنے سے صنعت الٰہیہ کا ابطال ہوتا ہے۔ مگر جب وہ نباتات اور معدنیات کو استعمال میں لاتے ہیں۔ تو کیا کبھی انکے فہم میں بھی آتا ہے۔ کہ وہ اس طرح سے ان کی قدرتی صفات کا ابطال کر رہے ہیں۔ اگر نباتات اور جمادات کا استعمال قدرتی

صنعتوں کا تغیر ہے اور ضرور ہے۔ تو پھر اگر قتل حیوانات سے قدرتی صنعتوں کا تغیر ہو تو کیا مضائقہ ہے؟

۵۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہمیشہ مرکبات میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ پھر یہ مانتے ہوئے کہ مرکبات کبھی تغیر سے آزاد نہیں ہو سکتے کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ وہ مخلوق کہ جسکو باری تعالیٰ نے بعض اجزا کی ترکیب سے پیدا کیا ہے کسی وقت تغیر سے محفوظ ہو جاویگے۔ پس جبکہ یہ نہیں ہو سکتا۔ اور تغیرات اور تبدلات لازمی ہونیکے باعث مصنوعات آلہیہ کیلیئے لابدی ہیں تو ذبح کے باعث جو تغیرات ہوتے ہیں اُنپر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔ کوئی جانور ذبح ہو یا نہ ہو۔ اسکے حالات تغیرات سے مصئون نہیں ہو سکتے ؏

۶۔ پھر دیکھو۔ خدا تعالیٰ نے بے شمار مخلوق اس قسم کی پیدا کی ہے جو دوسری مخلوق کو تباہ کر کے اپنا گذارہ کرتی ہے۔ کیا تمھارے خیال کے مطابق اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ خود اپنے مصنوعات کو مٹانا چاہتا ہے؟ جو بالبداہت باطل ہے ؏

تیسرا اعتراض:۔ ذبح کرنے سے جانور کو مفید زندگی اور اسکی تمتع سے محروم رکھا جاتا ہے ؏

اسپر کئی سوال ہو سکتے ہیں:۔

۱۔ کیا جانور کی زندگی اسکے لیئے فی الواقعہ مفید ہوتی ہے یا کہ وہ ایک قسم کا جیل خانہ ہوتا ہے جسکے اندر وہ اپنے بُرے کرموں کے باعث سزا کے طور پر ایک وقت معینہ کے لیئے ڈالا جاتا ہے؟

۲۔ اگر حیوانات کو بقیہ حیات اور تمتع زندگی سے محروم کر دیا جاوے تو کیا ایسی محرومی سے انکو صدمہ پہنچتا ہے ؏

۳۔ کیا حیوانات کے اضطراب اور ان کے عندالذبح حرکات سے یہ پتہ لگتا ہے کہ انکو تکلیف ہوتی ہے۔ یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حرکات اور اضطراب انکی تکالیف کا نتیجہ ہیں؟

۴۔ نباتات کے اندر بھی آریہ صاحبان کے نکتۂ خیال سے ٹھیک اسی قسم کی روح ہوتی ہے جس قسم کی روح حیوانات کے اندر ہوتی ہے۔ پھر نباتی سلسلۂ حیات کو منقطع کرنے پر کوئی یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کہ ان کو اپنی جائز تمتعات سے خواہ مخواہ محروم کیا جاتا ہے ؏

ہمارے خیال میں یہ سوالات ہیں جو کہ اس اعتراض پر وارد ہو سکتے ہیں۔ اب ہم پہلے اور چوتھے سوال کو لیکر دیکھیں گے۔ کہ آریہ صاحبان اُن کے متعلق کیا روشنی ڈال سکتے ہیں:۔

سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش ایڈیشن سوم صفحہ ۳۳۶ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں۔ وہ نہ چلنے والے درخت اور کیڑے کوڑے۔ مچھلی اور مرگ وغیرہ کا جنم پاتے ہیں" پھر ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۲۹ ایڈیشن سوم میں لکھا ہے کہ "اسکے بعد دھرم راج یعنی پرمیشور اُس جیو کے پاپ پُن کے مطابق جنم دیتا ہے۔ وہ ہوا۔ اناج۔ پانی کے ذریعے دوسرے کے جسم میں ایشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہے"

اس جگہ حسب ذیل باتیں قابل غور ہیں:-

۱- جب انسان گناہ کی کثرت کرتا ہے۔ اُسوقت اسکو درخت۔ نباتات۔ مچھلی۔ بھیڑ۔ بکری وغیرہ کا قالب دیا جاتا ہے ؛

۲- چونکہ یہ اجسام کثرت گناہ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اسلیئے ان کا ملنا سزا کے طور پر ہوتا ہے ؛

۳- چونکہ ایک ہی قسم کے گناہوں کے ارتکاب سے درخت۔ اناج۔ مچھلی وغیرہ کے جسم میں جاتے ہیں، اسلیئے ہر دو میں ایک ہی قسم کی روح ہوتی ہے ؛

۴- چونکہ دونوں میں ایک ہی قسم کی روح ہوتی ہے اسلیئے یہاں ایک تنقیح پیدا ہوتی ہے کہ کیا وجہ ہے کہ سبزی کے کھانے میں تو کوئی گناہ نہ ہو۔ مگر مچھلی کے کھانے والا مہان پاپی سمجھا جاوے ؛

۵- اگر دونوں میں ایک ہی قسم کی روح ہے۔ جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے تو کیا وجہ ہو کہ ایک کے ضائع کرنے میں تمتع زندگی سے محروم کرنا لازم نہ آئے۔ مگر دوسرے کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنے سے یہ سمجھ لیا جاوے کہ اسکو تمتعات سے محروم کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ منوجی نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:-

"حیوانات اور نباتات دونوں میں روح ہے۔ اور دونوں گیان رکھتی ہیں۔ تو کوئی معقول آدمی گاجر کاٹنے یا مرغ مارنے میں فرق نہیں دیکھ سکتا۔ بجز اسکے کہ ان دونوں میں مختلف قسم کی آوازیں نکلتی ہیں" (آرتھ ۲۸۵)

تو اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا۔ کہ کسی جانور کی زندگی اسکے پیٹے گناہوں کی سزا میں بطور جیلخانے کے ہوتی ہے اور اُس جیلخانے سے سوائے موت کے اور کوئی چیز اسکو نجات

نہیں دے سکتی۔ تو پھر خدارا ہمارے معزز آریہ دوست بتائیں کہ کیا اُس جانور کے لیئے یہ بات زیادہ رحم کی ہے کہ اُسکی ناشاد روح کو اُس بھیانک جیلخانے سے بذریعہ ذبح آزاد کر دیا جاوے جس میں اسکو بسبب اسکے گندے اور ناپاک پاپوں کے ڈالا گیا ہے۔ یا کہ اسکو اسی خوفناک قیدخانے کے اندر مقید رہنے دیا جاوے تاکہ وہ اپنی مصیبت کی ناقابل برداشت گھڑیوں کو بڑی گھبراہٹ بڑے اضطراب اور بے چینی سے ہمارے مہربان لالہ صاحبان کی جانوں کو روتا ہوا چیختا چلاتا گذارا کرے۔

یہ بات کہ حیوانات ذبح یعنی قربان ہونے سے اس جہنم کے جیل خانے سے آزاد ہو جاتے ہیں جسمیں وہ اپنے افعال شنیعہ اور بُرے بُرے کرموں کے باعث ڈالے جاتے ہیں اسکو صرف ہمنے ہی بیان نہیں کیا۔ بلکہ مجھ سے پہلے منوجی مہاراج بھی یہی فرما گئے ہیں۔ دیکھو۔ وہ کیا دُر افشانی فرماتے ہیں:

"برہما نے کل حیوانات یگ یعنی قربانی کے لیئے بنائے ہیں۔ جو حیوانات یگ میں قربان کیئے جاتے

کل حیوانات قربان ہونے کے بعد بہشت میں داخل ہوتے ہیں

ہیں وہ سیدھے بہشت میں جاتے ہیں اور جو اِن قربان شدہ پشوؤں کا گوشت نہیں کھاتا۔ وہ ۲۱ جنم نرک میں جاتا ہے" (ذکریہ صاحبان ذرا غور کریں۔ راقم) منوسمرتی ادھیائے ۵۔ شلوک ۳۵ سے ۴۰ تک۔

حیوانات لابدی استلذاذ کی محرومی کا شعور نہیں رکھتے

دوسرے اور تیسرے سوالات کے جواب میں صرف اتنا کہا جا سکتا ہے۔ کہ حیوانات مطلقاً نہیں سمجھ سکتے کہ لابدی استلذاذ کی محرومی کس کو کہتے ہیں نہ وہ اس امر کا شعور رکھتے ہیں کہ بقیہ حیات کو کس طرح مفید بنایا جا سکتا ہے اسلیئے اگر انکو تمتع نفس وجود حیات سے محروم کر دیا جاوے تو ایسی محرومی سے جو تکلیف انکو پہنچیگی وہ ظاہر ہے۔ ایک شخص جو جانتا ہی نہیں کہ تمتع مستلذات کیا ہوتا ہے۔ اگر اسکو اس کا موقع ہی نہ دیا جاوے تو بھلا اُسے کیا رنج پہنچ سکتا ہے۔ حیوانات تو حیوانات۔ انسان بھی جب کسی چیز سے اپنی محرومی کی کیفیت اور اُس کے بُرے نتائج سے واقف نہ ہو تو اسکو اس محرومی کا رنج نہیں ہوتا +

انگریزی کتب میں ایک مادرزاد اندھے کے متعلق ایک نظم لکھی ہوئی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اندھا ہونا کیسی افسوسناک بات ہے۔ مگر اس نظم میں وہ اندھا بیان کرتا ہے۔ کہ بسا اوقات مجھے تعجب ہوتا ہے کہ لوگ مجھ پر کیوں افسوس کرتے ہیں کہ میں اندھا ہوں۔ اُن کے خیال میں میرا اندھا ہونا اور بینائی سے محروم ہونا سخت افسوسناک ہے مگر میں نہیں جانتا کہ مجھ میں کونسی

کمی ہے۔ اگر مَیں نہیں دیکھ سکتا۔ تو کیا ہُوا۔ دیکھنا اگر اسلیئے ہوتا ہے کہ انسان خوشی کرے تو کیا مَیں انکو ہر وقت خوش و خرم نہیں دکھائی دیتا۔ کیا ہمیشہ میری طبیعت بشاش نہیں رہتی؟ جس حالت میں کہ مَیں خود اپنے کسی نقصان کو محسوس نہیں کرتا۔ کسی کا کیا حق ہے کہ کسی ایسے نقصان کا نقشہ میری آنکھوں کے آگے کھینچکر میرے عیش و آرام کو منغص کرنے کی کوشش کرے جس کا مطلقاً مجھے کوئی احساس نہیں +

پھر دیکھو۔ مصروع کی حالت اضطرابیہ جب اسکو مرگی کا دورہ آرہا ہو۔ کیسی خوفناک ہوتی ہے۔ مَیں نے بارہا ایسے مریضوں کو دیکھا ہے۔ جو حالت مرض کے وقت ایسی تکلیف دُکھ اور الم کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں کہ الامان۔ پھر جب افاقہ ہُوا۔ اور ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے اپنی بے چینیوں سے سخت بے خبری ظاہر کی۔ اس سے معلوم ہُوا کہ وہ بے چینی اور اضطراب جس کا ایک مصروع حالت مرض کے وقت اظہار کرتا ہے وہ اسلیئے نہیں ہوتی کہ وہ بے نصیب جائز تمتعات سے اپنی محرومی یا اسکے بُرے نتائج کو محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ بلکہ وہ اضطراب اور بے چینی اسکی تکالیف کا نتیجہ ہوتی ہے +

الغرض تمتعات کی صرف دو صورتیں ہوتی ہیں۔ اضطراری اور اختیاری۔ اضطراری کی مثال۔ بھوک۔ پیاس۔ درد۔ بیماری۔ سانس لینا بول و براز وغیرہ۔ اختیاری کی مثال اپنی خواہش اور ارادے کے مطابق انگور کھانا۔ دودھ پینا وغیرہ۔ اب ظاہر ہے۔ کہ حیوانات کے تمتعات اختیاری نہیں ہو سکتے۔ ان کے تمتعات اگر ہو سکتے ہیں تو صرف اضطراری رنگ میں ہو سکتے ہیں۔ اب اضطراری تمتعات کی محرومی دو طرح پیدا ہو سکتی ہے

۱۔ اس طرح پر کہ کسی تمتع کے حصول کے لیئے جو اضطرار پیدا ہُوا ہے۔ اسکو تو بصورت مناسب دور کر دیا جاوے۔ مگر جس رنگ میں اسکے حصول کی خواہش کی گئی تھی وہ پورا نہ ہونے دیا جاوے۔ ۲۔ اُس اضطرار کو باقی رکھا جاوے اور صاحب اضطرار کو بھی آرام کی ہر ایک صورت سے روکا جاوے۔

پہلی صورت کی مثال سے ایک مریض ہمارے سامنے آتا ہے۔ وہ درد سے کراہ رہا ہے اور بڑی سخت تکلیف میں ہے۔ وہ ہم سے اس درد کے دُور ہونیکی کوئی دوائی چاہتا ہے۔

مگر ہم اسکو دوائی دینے سے تو انکار کر دیتے ہیں۔ لیکن اسکی درد کو مقناطیسی اثر یا کسی اور ترکیب سے دُور کر دیتے ہیں۔ اب بتاؤ۔ کہ کیا اس طرح اُس مرض کا دُور کر دینا اور مریض کو دوائی سے محروم رکھنا کوئی جُرم ہے؟ ہرگز نہیں۔ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا یہ سلوک (اگرچہ ہم نے مریض کو دوائی کے جائز اور مناسب تمتع سے عمداً محروم کر دیا) ظلم سے تعبیر ہو سکتا ہے ظلم کی طرف منسوب کرنا تو درکنار رہا۔ مریض اُلٹا ہمارا ممنون احسان ہوگا۔ اور کہیگا۔ کہ آپ نے مجھ پر پہلے درجے کا احسان کیا کہ بغیر دوائی کھلانے کے میرے درد کو دُور کر دیا۔ ہاں اگر کسی مریض کو ہم شدّت مرض کے سبب بے تاب پائیں۔ نہ اسکی مرض کے ازالہ کے لیئے چارہ جوئی کریں نہ اسکو دوائی دیں اور اسکو اس طرح تکلیف میں مرنے دیں تو پھر البتہ ظلم ہوگا۔ اسلیئے کہ ہم نے اسکو اُسکے ضروری تمتعات سے محروم رکھکر خواہ مخواہ اس کی جان کو مبتلائے عذاب کر دیا۔ اور اسکے دُکھوں کے بڑھانے میں مدد دی۔ یہی سبب ہے کہ اسلام نے جو مذہب فطرت ہے ایسے تمتعات سے محروم رکھنے کو ظلم قرار دیا ہے۔ حالانکہ خود منکرین ذبح مصائب شدیدہ کے تحمل پر مہلت دینے کو رحم سمجھتے ہیں ؛

رسول کریم صلعم فرماتے ہیں (امراۃ دخلت النار فی ھرۃ حبستھا ولا ھی اطعمتھا الخ) تم حیوانات پر حد درجے کا رحم کرو۔ انکو ہرگز۔ ان کے ضروری تمتعات اور کھانے پینے سے محروم نہ کرو۔ دیکھو ایک عورت نے صرف ایک بلّی کو بند کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک وقت تک کھانے پینے سے محروم رہی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس فعل کے بدلے جہنم میں داخل ہوئی۔ اگر اسکو مکان میں بند نہ کیا جاتا۔ تو وہ بیچاری بلّی کچھ کھا پی کر اپنا پیٹ بھر لیتی ؛

الغرض اضطراری ضروریات کو پورا نہ کرنا ظلم ہے مگر مادہ اضطراری ہی کو قطع کر دینا ظلم نہیں ہے۔ اب حیوانات کے تمتعات کیا کیا ہو سکتے ہیں۔ یہی نہ کہ بھوک لگے تو ایک حیوان کھانے کے لیئے مجبور ہو جاتا ہے۔ پیاس لگے تو پانی کے لیئے تڑپتا ہے۔ بول و براز کی حاجت ہو تو اسکو چین نہیں آتا جب تک ان حاجتوں کو پورا نہ کرے۔ تنفس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ کوئی بیماری ہو تو اضطراب دکھاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں مارتا ہے

اور یہ چاہتا ہے کہ اسکے دُکھ کو کسی طرح دُور کیا جاوے۔ وغیرہ وغیرہ ہر ایک حیوان کے لیئے یہ ضرورتیں لگی ہیں ؛

ہر ایک انسان کے ساتھ بھی یہی ضرورتیں لگی ہوئی ہیں۔ مگر انسان کی ضروریات اور حیوان کی ضروریات میں یہ فرق ہے۔ کہ انسان اپنی اضطراری ضرورتوں کو پورا کرتا ہوا ہر دم اپنا قدم ترقی کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھاتا رہتا ہے اسلیئے کہ اختیاری تمتعات بھی وہ اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مگر ایک حیوان ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ جہاں اور جس حالت میں پیدا ہوا تھا۔ بالکل اسی حالت میں مرتے دم تک رہتا ہے اور کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ اسلیئے اس مریض کی طرح جسکے مرض کو بغیر کسی دوائی کے اگر اچھا کیا جاوے تو وہ ظلم نہیں کہلا سکتا۔ اگر کسی حیوان کے مادۂ اضطرار کو ہی قطع کر دیا جاوے یا اسکی زندگی کا ایسی حالت میں خاتمہ کر دیا جاوے کہ ابھی مادۂ اضطرار اس میں پیدا ہی نہ ہوا ہو ہرگز ظلم نہیں کہلا سکتا ؛

حیوانات کے بعض تمتعات کا ابطال منکرین ذبح بھی کرتے ہیں

باقی رہی یہ بات کہ حیوانی قویٰ کی مدت حیوانات کی عام ذکاوت کی مستلزم ہے یا نہیں اور کیا انکے عند الذبح حرکات سے یہ پتہ لگ سکتا ہے یا نہیں کہ انکو تکلیف ہوتی ہے یا نہیں ؟۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ انسانی فوائد کے لیئے حیوانات کے بعض تمتعات کا ابطال تو خود منکرینِ ذبح کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ دیکھو وہ دودھ کی خاطر جانوروں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو کیسی بے دردی سے الگ باندھ کر ان کو ایسے تمتعات سے روک دیتے ہیں۔ گویا خود دودھ والوں کو دودھ سے محروم کر دیتے ہیں جب یہ جانور ان کا کوئی نقصان کریں یا ان کے کھیتوں وغیرہ کو ضائع کریں تو یہ لوگ کیا معاملہ ان کے ساتھ کرتے ہیں۔ بار برداری اور سواری کے کام میں کیسی سختی سے ان سے کام لیتے ہیں اپنے مطلبوں کے لیئے کس طرح بے جرم و بے گناہ ان کی آزادی کو بند کر کے انکو اپنی قید میں رکھتے ہیں ؛

یہ وہ تکالیف ہیں جن کو منکرینِ ذبح جائز رکھتے ہیں۔ حالانکہ حیوانات کو ان سے مطلقاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ صرف اس میں انسانی فائدہ ہے۔ مگر ذبح تو ایک ایسی چیز ہے جس کے جانور کو تکالیفِ امراض۔ اور تدریجی موت کے شدائد سے (جو بدون دخلِ انسانی بھی شدنی ہے) نجات ملتی ہے ؛

دوسرا جواب - دیکھو حیوانات کی بناوٹ اور انکی طبعی قوی میں خداتعالی نے کیسی مضبوطی رکھی ہے - کیوں؟

حیوانات کی بناوٹ مضبوط مگر ان کی ادراکی قوی کمزور ہیں - یہ کیوں؟

اس لیئے کہ اللہ کریم کی کمزور مگر نہایت عزیز اور اشرف مخلوق انسان کے بہت سے کام حیوانات کی مدد پر موقوف ہیں ؛

دُور کیوں جائیں - ہندوستان ہی کو لے لو - جسمیں منکرین ذبح آباد ہیں - پھر سوچو - کہ یہاں زراعت کے کاروبار عموماً کس طرح سرانجام دیئے جاتے ہیں - حیوانات کے ذریعے سے پھر کس کی مدد اور تکلیف پر حرفت اور تجارت کے کام زیادہ تر موقوف ہیں ؟ - حیوانات کی - چونکہ بہت سے کام حیوانات کی مدد پر موقوف تھے - اسلیئے سرب شکتی مان پرمیشور نے ان کو اعضاء دیئے تو بہت ہی مضبوط دیئے - مگر کیا ان کے نفسانی قوی اور ان کی ادراکی طاقتوں میں بھی ایسا ہی استحکام ہے جیسا کہ ان کی بناوٹ اور طبعی قوی میں ہے ؟ نہیں - حیوانوں کے لباس - ان کے رہنے کے مقامات - ان کی خوراک اور ان کے عیش و عشرت کے طریقوں اور سامانوں پر نظر کرو - پھر انسانوں کی پوشش - ان کے محلوں اور ان کے طرح طرح کے اطعمۂ لذیذ و لطیف کو دیکھو - تو تم کو صاف معلوم ہو جائیگا - کہ جس طرح ان دونوں صورتوں میں ایک بہت بڑا فرق ہے اسی طرح ذبح کی تکلیفوں اور ان کے آرام کے سمجھنے میں بھی حیوانوں کے قوی انسانوں کے قوی کی نسبت نہایت کمزور اور ضعیف ہیں - یہی وجہ ہے - کہ اکثر حیوانات بغیر کسی وحشت اور اضطراب کے ذبح کے پاس کھڑے رہتے ہیں - اور یہ ایک بدیہی الثبوت نظارہ ہے جسکی کوئی تردید نہیں کر سکتا ؛

اسکی وجہ کہ پرمیشور نے اُن کے ایسے قوی کیوں بنائے - جن کی وجہ سے وہ ذبح کی تکالیف اور آرام کو نہیں سمجھ سکتے - یہ ہے کہ خود پرماتمانے یگیہ یعنی قربانی کے لیئے پشو بنایا ہے سوائے اسکے اسکی پیدائیش کی اور کوئی غرض نہ تھی (دیکھو وشنو سنہتا - ادھیائے ۵۱ اور منوسمرتی ادھیائے ۵ - شلوک ۳۵ سے ۴۰ تک)

تیسرا جواب - حیوانات سے سخت محنت - سواری اور باربرداری کا کام لیا جاتا ہے، ان کے بچوں کا دودھ چھین لیا جاتا ہے - پھر انپر جس بے جا اور زد و کوب کی سزا بغیر کسی

بڑے جرم کے تجویز کیجاتی ہے۔ اگر انہیں ادراک اور قوتی ارادہ ہوتا۔ تو کیا یہ ممکن نہ تھا کہ ان کی اکثر موتیں خودکشی سے ہوتیں۔ حالانکہ ان کے اندر کوئی ایسا قانون نہیں ہے جو کہ ان کو خودکشی سے مانع ہو ؎

چوتھا اعتراض۔ ذبح میں بے جرم جانوروں کو سخت سے سخت تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔

(۱) اگر یہ اعتراض سچا ہے۔ تو اس کا ذمہ وار سب سے پہلے وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے اس قسم کی تعلیم دی۔ دیکھو یجروید۔ ادھیائے ۲۴۔ منتر ۲۸۔ ۲۹ و ۳۸

ویدوں میں قربانی کی تعلیم

ترجمہ سوامی دیانند صاحب ؎۔ "اے طاقتور دیوتا تیرے لیئے سفید ہرن اور متر کے لیئے لال ہرن یا گوری ..... اور دان کے واسطے بھینس اور برہسپت کے واسطے اور کوادشٹری لوہار کے لیئے اونٹ اور پرجاپتی کے واسطے منش قربان کیا جاتا ہے"۔

منتر ۳۸۔ "بارش کو بلانے والی مینڈکی موسم بسنت کے لیئے چوہا۔ بل کے لیئے بڑا سانپ۔ ٹیڑی۔ کبوتر۔ اُلو۔ خرگوش۔ جنگلی مینڈھا۔ ورن دیوتا کے لیئے قربان کیئے جائیں"۔

(۲) کیا موت کے وقت جانداروں کو سخت سے سخت تکلیف پہنچتی ہے یا نہیں اور کیا یہ امراض شدید کے بعد آتی ہے یا نہیں۔ اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہے تو پھر بتاؤ۔ کہ ایسی تکلیف دِہ چیز (موت) کو خدائے رحیم کی طرف کیوں منسوب کیا جاتا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ یہ موت اُس آنی موت (ذبح) سے بہت ہی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ پھر کیوں ایسی تکلیف دینے والی موت کا دینے والا خدا (اور وہ بھی بغیر جرم اور بغیر خطا کے) دیالو۔ کرپالو۔ نیاکاری اور رحیم کریم خدا کہلاتا ہے۔ اگر ایسا خدا دیالو۔ کرپالو کہلا سکتا ہے اور یقیناً وہ دیالو کرپالو ہی ہے کیونکہ اس کا کوئی کام رحم اور حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ تو پھر ذبح کے حکم کے دینے والے کو کیوں ظالم کہا جاتا ہے۔ حالانکہ ذبح کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے وہ اُس تکلیف سے بدرجہا کم ہوتی ہے جو قدرتی موت کے وقت برداشت کرنی پڑتی ہے ؎

(۳) اگر بے جرم کسی جانور کو تکلیف دینا بے رحمی ہے۔ تو آیئے۔ میں آپکو ایک نہایت ہی ظلم اور بے انصافی کا نظارہ دکھاؤں فسبحان اللہ العظیم ؎

کیا ہوا میں لاکھوں ایسے جانور باز۔ شکرے وغیرہ نہیں پائے جاتے جو روزانہ کروڑ ہا

جانوروں کا بے جرم اور بے خطا صفایا کر دیتے ہیں۔ کیا جنگلوں میں سینکڑوں ایسے جانور نہیں ہیں۔ مثل شیر۔ چیتا۔ بھیڑیا وغیرہ۔ جو کروڑ ہا دوسرے جانوروں کو مار دیتے ہیں۔ پھر کیا پانی میں ایسے جانوروں کی کوئی کمی ہے۔ جو روزانہ کئی ارب مچھلیوں وغیرہ کو نگل جاتے ہیں اور کیا سال بسال طاعون۔ ہیضہ۔ اور دیگر وبائی ہواؤں اور وبائی امراض کو بھیجکر کروڑہا انسانوں کا خون نہیں کیا جاتا۔ اب یہ سوال قابل غور ہے کہ اگر ویدک ایشور ایسے جانوروں اور وبائی امراض کو پیدا کرکے جو اس طرح بے جرم بے خطا ایسی سخت بیدردی سے کروڑہا جیوں کا نقصان کر دیتے ہیں دیالو کرپالو بنا رہتا ہے تو پھر بیچارا انسان کس طرح ایک چھوٹی سی مرغی یا ذرا سے بکرے کو ذبح کرکے پاپی ٹھہر سکتا ہے۔ حالانکہ اس مرغی یا بکرے کو ذبح کرنے میں خاص طور سے اسکی یہ غرض ہوتی ہے کہ اسکو موت کی سخت سے سخت تکلیفوں سے بچائے۔ اور اسکو اس دکھی جیلخانے سے نکالے جسمیں وہ اپنے کرموں کی شامت سے ڈالا گیا ہے۔ (منوسمرتی ادھیائے ۵۔ شلوک ۳۵ سے ۴۰ تک ستیارتھ پرکاش تیسرا ایڈیشن صفحہ ۳۳۶)

(۴) کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ قطب شمالی اور قطب جنوبی میں رہنے والی قوم اسکیمو کا گذارہ ہی صرف مچھلی پر ہے۔ کیونکہ وہاں سبزی ہوتی ہی نہیں۔ اب اگر کسی جانور کا کھانا بے رحمی اور بے انصافی تھی تو پھر ایشور مہاراج نے (میں ویدک ایشور اسلیئے نہیں کہتا۔ کہ مجھے خوف ہے کہ وہ سرزمین شاید ویدک ایشور جی مہاراج کے زیر حکومت نہ ہو۔ اسی لیئے تو شاید وہاں کے لوگ گوشت کھانے پر مجبور ہیں) اس قوم کو ایسے حالات کے ماتحت کیوں پیدا کیا۔ کہ سوائے مچھلی اور گوشت کے انکی گذر اوقات ہی کسی دوسری شے پر نہ ہو سکے ؛

پھر اگر بفرض محال کسی وقت یہ قوم آریہ دھرم قبول کرلے تو پھر اسوقت یہ قوم کیا کریگی جیو ہتیا سے کس طرح بچنے کی کوشش کر سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس ملک میں سبزی کا نام و نشان نہیں۔ ان کا گذارہ صرف گوشت اور مچھلی پر ہے ایسی حالت میں (اگر ویدک دھرم عالمگیر ہے جیسا کہ دعویٰ کیا جاتا ہے) آریہ سماج ان کی مشکلات کے رفع کرنے کے لیئے کونسی تدابیر عمل میں لا سکتی ہے ؛

(۵) سنو۔ اب ہم تم کو عقلی دلیل دیتے ہیں کہ ذبح کرنا بے جرم جانوروں کو تکلیف دینا نہیں بلکہ انسان کا حق ہے کہ وہ دوسری مخلوقات سے فائدہ حاصل کرے ٭

قتل اخس بخاطر اشرف۔ یہ ایک مثال ہے۔ جسکے مفہوم کو قریب قریب ہر ایک زبان نے لیا ہے۔ اور دنیا کے تمام مقبولہ مذاہب نے اِس اصول کو جائز قرار دیا ہے کہ چھوٹا بڑے کے لیئے قربان ہو سکتا ہے ٭

شائد تم دوسروں کی مثال سے نہ سمجھ سکو۔ اسلیئے میں تم کو اپنی مثال بتاتا ہوں۔ دیکھو تم جانتے ہو یا نہیں کہ ہوا پانی میں بکثرت جیو موجود ہیں۔ کیا تم بغیر ہوا پانی کے گذارہ کر سکتے ہو۔ کیا کوئی آریہ یا سناتنی دنیا میں ہے جو بغیر ہوا پانی کے گذارہ کر رہا ہو۔ اگر کوئی ایسا ہے تو اس کا نام و نشان بتاؤ۔ کافی ثبوت ملنے پر ہم ویدک دھرم کے عالمگیر ہونے کو تسلیم کر لینگے۔ مگر اگر کوئی ایسی مثال نہ دے سکو۔ اور تم یقیناً نہیں دے سکتے۔ تو پھر بتاؤ۔ کہ ایسے دھرم پر بغلیں بجانے سے کیا فائدہ جسکے اصول پر عمل ہی نہ ہو سکے۔ سوامی دیانند صاحب تو نجات کے حاصل کرنے کی قابلیت حاصل کرنیکے لیئے کم از کم چار سو سال کی عمر کی شرط بتاتے ہیں (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۰) تو پھر سوچو۔ جتنی زیادہ عمر ہوگی۔ اتنا ہی زیادہ وہ اپنی بقائے زیست کے لیئے پانی اور ہوا کا استعمال کریگا۔ اور جس قدر ہوا پانی کا استعمال زیادہ ہوگا اسی قدر زیادہ جیو ہتیا ہوگی۔ مگر جیو ہتیا کا نتیجہ نجات سے بُعد ہوتا ہے اور چار سو سال کی عمر کے حصول کا نتیجہ نجات اور جیو ہتیا ہوتی ہے۔ جو ناممکن ہے۔ کیا کوئی آریہ اس عقدۂ لاینحل کا حل بتائے گا۔ اور کیا کوئی بتائیگا کہ بے جرم و بے گناہ ہوا اور پانی کے اسقدر جیو کا مارنا کہاں تک معقول اور قرینِ انصاف ہے۔ اور کیا اس سے قتلِ اخس بخاطر اشرف کا زرین اصول ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ ٭

ایک اور مثال لو۔ فرض کر لو۔ کہ آپکے جسم پر کسی جگہ ایک زخم شدید ہو گیا ہے۔ اور بوجہ پُرانا ہو جانے کے اس میں لاکھوں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اب ڈاکٹر صاحب نے فتویٰ دیدیا ہے کہ یا تو یہ کیڑے کسی سخت زہریلی دوائی سے مار دیئے جاویں یا انکو وہاں سے نکال کر جلا وطن کر دیا جاوے۔ مگر آپکے مذہب میں جیو ہتیا سخت معیوب ہے۔ بتلائیے کہ کیا آپ اس بات کو

پسند کرینگے کہ ان کیڑوں کی خاطر اپنی قیمتی جان کو معرض ہلاکت میں ڈالدیں۔ کیا کوئی آریہ ہے جو اپنی جوانمردی کا ثبوت دیتا ہُوا اور ویدک دھرم کی لاج کو قائم رکھتا ہُوا اسقدر حوصلہ دکھائے ؛

پھر خود اپنے بدن کے اعضاء کو لے لو جب کوئی عضو فاسد ہو جائے۔ کس کی بے احتیاطی سے؟ تمھاری اپنی بے احتیاطی اور قوانین قدرت کی خلاف ورزی سے ؛

اب گناہ تو تم خود کرتے ہو۔ بے احتیاطی کے مرتکب تم خود ہوتے ہو۔ مگر اپنی روح کی خاطر اور جان کی حفاظت کے لیئے اگر تم کسی چیز کا کاٹ ڈالنا پسند کرتے ہو تو اس عضو کا جو بالکل بے خطا ہے۔ یہ کیوں؟۔ پھر کیا تم اس بات کی کوئی دلیل دے سکتے ہو کہ جان بچانے کی خاطر جسم کے ایک حصہ کو کیوں کاٹتے ہو؟۔ کیا اسلیئے نہیں کہ چھوٹا بڑے کے فائدے کے لیئے قربان کیا جاتا ہے؟

اچھا یہ بھی جانے دو۔ ایک بادشاہ۔ ایک ریفارمر۔ ایک بہی خواہ ملک۔ ایک جرنیل۔ ایک ملک۔ کو بچانے کے لیئے بے جرم اور بے گناہ ہزارہا جانوں کا قتل کیوں جائز ہے؟ ؛

اب انسانی بناوٹ پر نظر کرو۔ اور دیکھو کہ اسکی ابتدائی پرورش کس طرح جانوروں سے زیادہ پُر تکلف ہے۔ اس کی خوراک۔ اسکی پوشاک اور اسکے علوم کس وقت اور محنت سے اسکو حاصل ہوتے ہیں۔ غور کرو کہ اس قانون الٰہی سے کیا پتہ چلتا ہے۔ کیا یہ پتہ نہیں چلتا۔ کہ انسان مدنی الطبع ہے۔ وہ بہت سے حقوق کا ذمہ وار ہے اور کثیر معاملات کا اسپر مدار ہے ؛

پھر کیا اس کی بناوٹ سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ خود خدا تعالیٰ نے اس خاکی پتلے کو حیوانات۔ نباتات۔ اور جمادات پر حکمران بنایا ہے۔ اس کا حق ہے کہ حیوانات سے سواری اور باربرداری کا کام لے۔ ان کے بچوں کے دودھ میں اس کا حصہ ہے۔ اسکو اجازت ہے کہ بغیر کسی جرم کے محض اپنے فائدہ کے لیئے ان کو حبس میں رکھے۔ اور وقتاً فوقتاً زدو کوب کی سزا انکے لیئے تجویز کرے۔ پھر جب اس عظیم الشان حاکم کو یہاں تک اجازت ہے کہ حیوانات کو ایسی دیرپا تکالیف بھی بغیر کسی جرم و گناہ کے دے سکے تو بتاؤ کہ ذبح کی تکلیف جو صرف ایک دو منٹ کیلئے ہوتی ہے اسکے لیئے کیوں ممنوع ہے؟ حالانکہ وہ یہ چھوٹی سی تکلیف اسکے لیئے اپنے خیال میں اسلیئے تجویز کرتا ہے کہ وہ بہت بڑی تکلیفوں سے جنمیں

وہ اپنے پہلے جنم کی (بقول آریہ صاحبان) بے اعتدالیوں کی وجہ سے ڈالا گیا ہے اسکو نجات دلادے ؛

مذہبِ حق کی ایک پُرحکمت ہدایت

یہ سچ ہے کہ انسان کے ہاتھ سے بعض حقوق کا اتلاف معاملات ذبح میں ممکن تھا۔ اور اگر اسکو ہر حالت میں حیوانات کے سیاہ و سفید کا اختیار دیدیا جاتا تو یہ ایک نقص تھا۔ مگر صدقے جائیں اس مذہب فطرت (اسلام) کے جس نے ہر ایک بات میں ایسی پاک تعلیم دی ہے کہ جسمیں کسی قسم کے نقص و عیب کے شائبہ کا بھی موقع نہ رکھا۔ دیکھو۔ اگر معاملات ذبح میں بعض حقوق کے اتلاف کا گمان ہو سکتا تھا تو اس کا اس مذہب حق نے کس طرح انسداد کیا ہے ؛

چنانچہ اسلام نے اسی مصلحت کی بنا پر تمام حاملہ یا شیر دار جانوروں کا ذبح کرنا بلحاظ انکے بچوں کے اور دُور ملکوں کے جانوروں کا ذبح کرنا بلحاظ اتلاف حقوقِ غیر کے درست اور جائز نہیں رکھا۔ فتدبرو

Digitized by Khilafat Library

پانچواں اعتراض:۔ ذبح اور قتل جیو ہتیا ہے اور رحیمیت اور ربوبیت کے برخلاف ہے ؛

آریوں کا سب سے بڑا اصول جیو ہتیا کا عدم ہے۔

آریہ صاحبان۔ اگر تم فی الواقع اس اصل کو سچ سمجھتے ہو اور اگر تمہارے عقائد واقعی ایسے اعلیٰ اور افضل ہیں کہ انپر عمل پیرا ہونے سے انسان جیو ہتیا اور گناہوں سے دُور رہ سکتا ہے تو اس کا ثبوت دو۔ مگر تم تو کیا ثبوت دو گے۔ ہم بتاتے ہیں کہ وہ مسئلہ جو تمہارے تمام مسائل کی روح و رواں ہے جسکے بغیر تم نجات یا مکتی حاصل کر ہی نہیں سکتے وہ ہون کا مسئلہ ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ غربا ~~بلا~~ ایسے ضروری مسئلہ پر کہاں تک عمل کر سکتے ہیں اور کیا آریہ مذہب غریب لوگوں کے لیئے بھی ہے یا نہیں کیونکہ ہون وہ چیز ہے جس پر کم از کم ۴۰ یا ۵۰ روپے ماہوار خرچ ہوتے ہیں اور ایک غریب آدمی جو ۱۵-۲۰ ماہوار کا ملازم ہو اور جس نے اپنی تنخواہ سے اپنے بال بچوں کا بھی پیٹ پالنا ہو وہ یقیناً ہون نہیں کر سکتا اور نہ وہ آریہ خیال کے بموجب مکتی کا مستحق ہے۔ ہم یہ دکھائینگے کہ بغیر جیو ہتیا کے ہون کرنا ہی ناممکن ہے ؛

دیکھو ہون میں کستوری کا ہونا ضروری ٹھیرایا گیا ہے۔ مگر کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ کستوری کہاں سے آتی ہے؟ ۔ جب تک ہرن کو نہ مارا جائے کستوری حاصل نہیں ہو سکتی۔ گویا

کستوری حاصل کرنے کے لیئے لاانتہا ہرنوں کی جانیں لینی پڑینگی اور پھر کہیں جاکر ہون کی سامگری طیار ہوگی۔ ممکن ہے کہ کوئی دوست یہ کہدے کہ جب ہرن اپنی موت مریگا۔ اسوقت اس سے کستوری حاصل کرلی۔ تو اس میں کونسا پاپ ہوگیا۔ مگر دوستو۔ حقیقتاً یہ بات نہیں۔ جو شکاری لوگ ہرن سے کستوری حاصل کرتے ہیں ذرا انسے دریافت کریں کہ کستوری کس طرح حاصل ہوتی ہے۔ اوّل جب ہرن کو گولی چلائی جائے اور وہ تڑپ رہا ہو تو ایسی نزع کی حالت میں اس سے کستوری لے لی جائے تو فبہا ورنہ وہ کستوری تمام جسم میں سرائت کر جاویگی اور پھر اس کا حاصل کرنا قطعی مشکل ہوجاویگا۔ تو گویا کستوری حاصل کرنے کے لیئے نہ صرف ہرن پر گولی چلانے کی ضرورت ہے بلکہ اسکے ساتھ نزع کی حالت میں حد درجہ کی بے رحمی بھی لازمی ہے۔ اب فرمائیے۔ کہ وہ شخص جو اس نعمت غیر مترقبہ (نجات) کی ہوس اپنے دل کے اندر رکھتا ہوگا۔ کیا وہ سینکڑوں ہزاروں جیو کی ہتیا کا موجب ہوگا یا نہیں؟

ہم اس سے پہلے کافی ثبوت دے چکے ہیں۔ کہ ذبح کرنا جیو ہتیا نہیں ہے۔ اور مزید دلائل کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں سمجھتے تاہم یہاں انشاء اللہ تعالیٰ اور طرح پر ثابت کرنے کی کوشش کرینگے کہ ذبح کا حکم جانوروں پر رحم کا مترادف ہے ؛

دلیل نمبر ۱۔ کروڑہا جانور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا کوئی مالک نہیں ہوتا۔ جب وہ سخت بوڑھے ہوجاتے ہیں اور اسقدر ضعیف اور ناتوان ہوجاتے ہیں کہ اٹھنے کے قابل بھی نہیں رہتے۔ بتاؤ ان کا اسوقت کون خبرگیراں ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر وہ امراض شدیدہ کے بھی سخت عوارض کے شکار ہوجائیں تو پھر کیا ان کے لیئے یہ بہتر ہوگا کہ وہ اس طرح تکلیف میں چھوڑ دیئے جائیں اور بیماری۔ بڑھاپے۔ ضعف اور بے کسی اور ناداری کی شدید مصائب برداشت کرنے کے بعد انکو مرنے دیا جاوے۔ یا کہ انکو ذبح کرکے فی الفور ۲۔۳ منٹ کے اندر انکو ان ناقابل برداشت مشکلات سے نجات دلوادی جاوے ؛

دلیل نمبر ۲۔ انسان مدنی الطبع ہے۔ اسلیئے جبتک وہ جیتا ہے۔ خواہ وہ کسی حال میں کیوں نہ ہو۔ یہ امید کیجاتی ہے کہ اس کا وجود اپنے لیئے اور دوسروں کے لیئے مفید ہوگا بہت سے معاملات میں اسکے تجارب اسکے مشاہدوں اور نہایت قیمتی آراء سے فائدہ اٹھانے کی توقع کی جاتی ہے۔ اسلیئے اسکے مرتے دم تک یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ کسی طرح اسکی جان بچ جاوے

اور تمام وہ لوگ جو اس سے کسی طرح وابستہ ہوتے ہیں وہ اس کی تکالیف کے کم کرنے۔ اسکو تسلی دینے اسکی تالیفِ قلب کرنے اور اس کی خدمت کرنے کے لیئے مستعد رہتے ہیں۔ مگر حیوانات کا یہ حال نہیں۔ ان کی بیماری ضعف اور ناتوانی کی حالت میں خود ان کے مالک ان سے کنارہ کش ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور بڑے سے بڑا رحم کرنے والا آریہ مہاشا بھی چاہتا ہے کہ کسی طرح یہ بلا اسکے گلے سے ٹل جاوے۔ اس لیئے ایسی حالت میں اس بے زبان کی تکالیف کا فوراً قلع قمع کرنے کیلیئے کیا یہ احسن طرز نہیں ہے۔ کہ اسکو ذبح کر دیا جاوے؟

دلیل نمبر ۳۔ اگر جانوروں کے واسطے ذبح کا حکم نہ کیا جاتا تو وہ باربرداری اور سواری کے کام میں ہمیشہ تکلیف اٹھاتے رہتے اور کوئی چیز ان کے لیئے تخفیف تصدیعہ یا تقلیلِ بار کا موجب ہوتی؟

دلیل نمبر ۴۔ ایک جگہ چارہ نہ ملتا۔ تو پھر وہ سب جانور جنگلات کی طرف منہ کرتے۔ وہاں اگر کسی طرح انسانوں کے ہاتھ سے بچ جاتے تو قدرتی گوشت خور جانوروں کی دانتوں کی چھریوں سے ذبح ہوتے ۔

دلیل نمبر ۵۔ یا اگر وہ لوگوں کے کھیت ضائع کرتے۔ تو کھیت والے آخر ان سے بدون چھری وہی معاملہ کرتے جو ذبح کے بجوز چھری سے کرتے ہیں ۔

دلیل نمبر ۶۔ اگر ذبح کرنا جائز نہ ہوتا۔ تو سب جانور خود مر جاتے۔ پھر ان کی عفونت باعث امراض ہو کر دوسروں کے ذبح کرنے کا باعث ہوتی یا جلانے کی تکلیف بالا یطاق بے وجہ انسان پر رکھی جاتی ۔

ان تمام باتوں کو مدِ نظر رکھکر علیم و حکیم خدائے تعالیٰ نے جنگلوں میں تو شکاری جانور پیدا کر دیئے۔ اور شہروں میں مجوزین ذبح ۔

چھٹا اعتراض:۔ انسان سبزی خور ہے۔ مانس خور نہیں ۔

جواب:۔ ہم پہلے بدلائل بیان کر چکے ہیں۔ کہ انسان نہ سبزی خور ہے۔ نہ گوشت خور۔ بلکہ جس قدر اشیاء کو انسان استعمال کرتا ہے انکو وہ اپنے تصرف اور ترکیب سے اپنے حسب پسند بنا لیتا ہے۔ اگر وہ صرف سبزی خور ہوتا۔ تو سبزی خور جانوروں کی ایک بڑی پکی علامت ہے کہ وہ جگالی کرتے ہیں مثلاً بکری۔ گائے۔ بھینس۔ اونٹ وغیرہ سب جگالی کرتے ہیں۔ اسلیئے یہ ضروری ہے کہ انسان بھی جگالی

کیا کرتا۔ جب تک انسان کے اندر قدرتی طور پر جگالی کرنے کی صفت نہ ہو۔ انسان کی قدرتی خوراک سبزی نہیں ہو سکتی ÷

ساتواں اعتراض :۔ مانس کھانے سے انسان سنگدل ہو جاتا ہے ÷

جواب :۔ یہ غلط ہے۔ کہ گوشت کھانے سے انسان سنگدل ہو جاتا ہے۔ ہاں یوں کہا جا سکتا ہے۔ کہ گوشت کھانے سے وہ دلیر۔ بہادر۔ اور شجاع ہو جاتا ہے۔ شجاعت عمدہ صفات میں سے ایک نہایت ہی عمدہ صفت ہے۔ اور گوشت خوری اس صفت کی معین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فتحمندی ہمیشہ سے گوشت خوری ہی میں محدود رہی ہے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جب کبھی دو ایسی قوموں کا مقابلہ ہوا ہے جنمیں ایک گوشت خور اور دوسری گوشت سے پرہیز کرنے والی تھی۔ تو وہی قوم فتحمند رہی جو گوشت کھانیوالی تھی ÷

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ گوشت کھانے سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر گوشت ہوتا بھی لذیذ ہے اگر کاملین اور نیک انسانوں کو اسکے استعمال کی اجازت نہ دیجاتی اور صرف شریر آدمی ہی اسکا استعمال کرتے۔ کیونکہ وہ احکام الٰہی یا احکام فطرت کے پابند ہی نہیں ہوتے۔ تو اس کا کیا نتیجہ ہوتا۔ یہی نہ کہ بدمعاش لوگ نیکو کار انسانوں کا ناک میں دم کر دیتے اور دنیا کو انواع و اقسام کے مفاسد کا سامنا کرنا پڑتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جو علیم و حکیم ہے ایسا نہ ہونے دیا۔ اور کاملین کو بھی گوشت کے استعمال کی اجازت دیدی تاکہ وہ اشرار کا مقابلہ کر سکیں اور اس قابل ہو سکیں کہ بدی کو جڑھ سے اکھاڑ کر پھینک دیں ÷

ہم اس مضمون کو یہاں بند کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ کریم اس کو مقاصد خلائق کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین ÷

اخبار احمدیہ

انگلستان ۹ نو مسلم	حضرات مفتی صاحب و قاضی صاحب داعیان اسلام متعینہ لندن کی تبلیغی کوششوں کو جو شرف قبولیت اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے۔ اور جس

کامیابی سے باوجود حساد کی مخالفت کے ہمارا لندن مشن کام کر رہا ہے اُس پر ذیل کے نتائج دال ہیں۔ لنڈن کے تازہ خطوط بتاتے ہیں کہ مسٹر ولیم پل جو پہلے شاہ انگلستان کے جوار بیڑہ میں بحری خدمات پر مامور تھے بہ طیب خاطر حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر اسلام لاکر حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت میں داخل ہوئے ہیں اسلامی نام ولید رکھا گیا ؎

ایک خاتون جن کا اسم گرامی مسز نیلی رالف ہے۔ حضرت قاضی صاحب کے ہاتھ پر اسلام لائی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کی بھی تحریراً تصدیق کی ہے ؎

ایک خاتون مس ڈورا نام ہمارے مبلغین کی کوشش سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہوئی۔ اور اسلامی نام سعیدہ رکھا گیا ؎

مسٹر سعید ولسن نو مسلم کی کوشش سے ایک لیڈی مسلمان ہوئی ؎

حضرت مفتی صاحب کو ایک سوسائٹی نے اپنے خرچ پر لسٹر میں تبلیغ کے لیئے بلایا ہے اور حضرت ممدوح کے وہاں جانے پر تین اور سعید روحیں اسلام لائی ہیں ؎

لسٹر سے واپس آتے ہوئے حضرت مفتی صاحب سوتھسی میں ٹھیرے آپکی تقریر تھیوسوفی لاج میں ہوئی۔ اور خدا کے فضل سے دو شخصوں نے اسلام قبول کیا۔ سوتھسی کے دو مسلموں میں ہماری پیاری بہن سلمہ کے میاں مسٹر کاکسفورڈ بھی ہیں جن کا اسلامی نام سلیم کاکسفورڈ رکھا گیا ہے۔ ہم خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہماری زاہدہ۔ عابدہ۔ پارسا بہن کے راستہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی روکاوٹ دور کردی الحمد للہ علیٰ ذالک ؎

مبلغین کا پروگرام

لنڈن میں داعیان اسلام کس طرح کام کرتے ہیں۔ اور اُن کی تبلیغ کا طرز کیا ہے؟۔ اسلیئے اُن کا ایک ماہ کا مطبوعہ پروگرام ناظرین کے سلیئے اردو میں ترجمہ کیا جاتا ہے ؎

سلسلہ احمدیہ

۴۔ سٹار سٹریٹ ایجویر روڈ لنڈن ڈبلیو ٹو (ایجویر روڈ ٹیوب اور میٹروپولیٹن ریلوے سٹیشن سے صرف ایک منٹ کا راستہ ہے)

اسلام پر تقریریں:۔ ہر اتوار کو ۶½ بجے شام ؎ ہر خاص و عام کو دعوت۔ چندہ

نہیں مانگا جاتا۔ سوالات کا جواب بڑی خوشی سے دیا جاتا ہے ‌٭

تاریخ	مضمون	مقرر
۲۔ ستمبر ۱۹۱۷ء	دنیا کو حقیقتاً کس چیز کی ضرورت ہے	قاضی عبداللہ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی
۹۔ ستمبر ۱۹۱۷ء	انسان کی زندگی کا اس زمین پر کیا مقصد ہے؟ اور اس کے حصول کے کیا ذرائع ہیں؟	مفتی محمد صادق ایم۔ آر۔ اے۔ ایس
۱۶۔ ستمبر ۱۹۱۷ء	سلسلہ احمدیہ اور اس کے مقاصد	قاضی عبداللہ۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ سکرٹری احمدیہ مشن شاخ لنڈن
۲۳۔ ستمبر ۱۹۱۷ء	حضرت نبی اللہ احمد علیہ السلام	مفتی محمد صادق ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

(قاضی عبداللہ۔ سکرٹری۔ احمدیہ مشن شاخ لنڈن)

تازہ ڈاک حضرت مفتی صاحب لسٹر سے کامیابی کے ساتھ واپس لنڈن آگئے ہیں اُنکی عدم موجودگی میں قاضی صاحب برابر اپنی تبلیغی کوششوں میں مصروف رہے۔ اور آپکی سعی کا نتیجہ ہے کہ ایک ہندوستانی دوست حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت میں داخل ہوئے ہیں۔ اخویم محمد یونس ویونس حضرت مفتی صاحب سے ملاقات کر کے بہت خوش ہوئے ہیں بہن سلمہ پچھلے دنوں دس روز تک لنڈن میں مبلغین کی مہمان رہیں اور لکھتی ہیں کہ اُن لوگوں کی پاک زندگی نے اُن کے قلب پر بہت اثر کیا ہے ‌٭

قاضی صاحب نے ایک مختصر سا رسالہ انگریزی میں بطور تبلیغی ٹریکٹ کے لکھا ہے جو عنقریب شائع ہوگا اور جسکے لیئے ۱۵ روپیہ درکار ہے ‌٭

سیلون انجمن احمدیہ سیلون باوجود سخت مخالفت کے اپنا کام کر رہی ہے۔ مسلمانوں کے دونوں اخبار یعنی اسلام مترال اور لنکا مترال متفقہ طور پر دشمنان احمدیت کے جھوٹے الزامات اور بے جا اعتراضات کی اشاعت میں مصروف ہیں‌٭ انجمن احمدیہ کا واحد اخبار مسیح ان اخبارات کا کامیابی سے مقابلہ کر رہا ہے۔ اور بیہودہ اعتراضات کو چھوڑ کر ہر ایک اعتراض کی معقولیت سے تردید کر رہا ہے۔ انجمن احمدیہ سیلون میں اُردو جاننے والے احمدیوں کا تازہ اضافہ انشاءاللہ مفید ہوگا ‌٭

مسٹر ابوالحسن سیلونی طالب علم کو قادیان سے چھ ماہ کی رخصت دیکر لنکا بھیجا گیا ہے امید ہے کہ مسٹر محمدؐ بی ڈبلیو لائی سکرٹری انجمن احمدیہ کولمبو سالانہ جلسہ پر سیلون کی طرف سے نمایندہ کی حیثیت سے شامل جلسہ ہوں گے ٭

مکرم سی۔ایچ مدارا اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری ان دنوں یہاں اپنا کاروبار کرتے ہیں اور ہماری جماعت کے امام بھی ہیں۔اُن کے آنے سے ہمیں بہت تقویت ہوئی ہے ٭

ماریشس اس جزیرہ میں احمدیت کی ترقی کو دیکھ کر دشمنان اسلام نے احمدیت کے خلاف کوشش شروع کی ہوئی ہے۔اور شمالی ہند سے اُردو کتابیں اور انگریزی رسالے وہاں بکثرت بھیجے جارہے ہیں۔الحمد للہ کہ وہاں مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی۔اے کی موجودگی دشمنوں کی اس کوشش کے نتائج احمدیت کے حق میں مفید ثابت کررہی ہے۔کیونکہ ان رسائل میں جو غلط بیانیاں اور کم علمی پر مبنی اعتراضات ہیں انکی قلعی حضرت مولانا کھولکر دکھا دیتے ہیں۔بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی رؤیا کے مطابق سانپوں نے ماریشس میں پھن اُٹھائے ہوئے ہیں۔اور جس طرح لنڈن مشن کے لیئے جماعت کے ایثار اور روپیہ کی ضرورت ہے اسی طرح ماریشس اور سیلون کے لیئے دعائیں درکار ہیں ٭

مولوی عبیداللہ صاحب فارغ التحصیل مدرسہ احمدیہ اور عیال مولوی غلام محمد صاحب کراچی سے یزنگ نام جہاز پر سوار ہوگئے۔اُنکے خیریت سے پہنچنے کے لیئے سب احباب دعا فرماویں٭

مالابار مالابار میں قاضی کنانور اور حاجی موسیٰ کے بوجہ ناکافی شہادت عدالت سے بری ہونے پر غیر احمدی بہت خوش ہیں۔مگر سرکار کے زبردست ہاتھ نے اُن کو احمدیوں پر ظلم کرنے سے تاحال روک رکھا ہے۔افواہیں ہیں کہ احمدیوں کو ہٹانے کی نئی تجاویز سوچی جارہی ہیں۔مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین٭ کنانور کے احمدیوں کو اسوقت قبرستان کی سخت ضرورت ہے۔گورنمنٹ سے ایک قطعہ زمین ۵۰۰ روپیہ پر خریدنے کا انتظام کیا ہے۔پہلا قبرستان فوجی ضروریات کے باعث سرکار نے لے لیا ہے٭

حیدرآباد دکن

جناب مرہم عیسیٰ اور انکے ہمراہی اپنے دورہ میں ترچناپلی سے مارکھاکر حیدرآباد پہنچے۔ وہاں انہوں نے جو کوشش کی اور جس طرح انہیں ناکامی ہوئی اسکی یوں تو بہت سی مثالیں ہیں مگر سردست صرف اسقدر بتاتے ہیں کہ غیر از جماعت وفد برادر عبداللہ اللہ دین کے ہاں سکندرآباد پہنچا۔ دیر تک گفتگو ہوئی اور آخر ش یہ معلوم کرکے کہ تو احمدی خدا کے فضل سے مضبوط اور واقف احمدی ہیں۔ ہمارے نئے معاندین سکندرآباد سے ان خیالات کے ساتھ جو ایسے موقع پر ہونے چاہئیں واپس آگئے۔

عبداللہ تیماپوری نے تیماپور کی جماعت کو ہر طرح ایذا دینے کا ٹھیکہ اُٹھا رکھا ہے احمدیوں کے ساتھ مارپیٹ تک نوبت پہنچائی ہے۔ مقدمہ چل رہا ہے۔ جماعت حیدرآباد نے گذشتہ پیشی پر گلبرگہ سے وکیل بھجوایا تھا۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس شر سے ہماری جماعت کو محفوظ رکھے۔

بنگال

دُرگا پوجا کی تعطیلات میں ۲۰، ۲۱، ۲۲ و ۲۳ کو چار روز تک بنگال احمدیہ پراونشل کانفرنس کا پہلا جلسہ برہمن بڑیہ میں زیر صدارت مولانا عبداللطیف صاحب پروفیسر چاٹگانگ کالج بخیر و خوبی انجام پذیر ہُوا۔ ۳۰۰ ڈیلی گیٹوں نے جلسہ میں شرکت اختیار کی۔ مقامی احمدیوں نے بڑی محبت اور اخلاص کا نمونہ دکھایا۔ اور جلسہ کا عوام پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولوی ابوالہاشم خاں ایم۔ اے۔ مولانا حیدر حسام الدین بی۔ اے۔ مولوی مبارک علی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ مولوی عظیم الدین بی۔ اے۔ اور حضرت مولانا مولوی عبدالواحد صاحب مبلّغ احمدیت متعینہ برہمن بڑیہ کی کوششوں میں برکت دیوے کانفرنس کے ایام میں ایک مولوی صاحب نے بیعت کی اور بہت سے دوسرے لوگ خدا کے فضل سے طیار رہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ مولوی ظل الرحمٰن صاحب بنگال کی والدہ ماجدہ کا جو ایک مخلص احمدی تھیں اور جن کے اثر سے مولوی ظل الرحمٰن صاحب کے والد (جناب قاضی نعیم الدین صاحب جو خود بھی ایک تجربہ کار اہل علم مولوی ہیں احمدی ہوئے تھے) انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کانفرنس میں جو ریزولیوشن پاس ہوئے انمیں یہ فیصلہ کیا گیا کہ کل بنگال کی ایک انجمن صوبہ بنائی جائے۔ جسکا مرکز برہمن بڑیہ ہو۔ اس انجمن کے اراکین کا انتخاب کیا گیا۔ تمام احمدی لڑکے اور لڑکیوں کو تعلیم دی جائے۔ اور مدرسوں کے فوری اجرا کا فیصلہ کیا گیا۔ ہر احمدی پر لازم کیا گیا۔ کہ وہ اپنی آمد کا ۱/۱۶ حصہ ضرور چندہ دے ×

امید کہ بنگال پراونشل کانفرنس کے طرز پر دوسرے صوبجات بھی پراونشل کانفرنس کریں گے ×

آسٹریلیا ہمارے محترم دوست مولانا مولوی محمد حسن موسیٰ خاں آسٹریلیا کے آنریری احمدی مبلغ اب بوارکسے اڈیلیڈ تشریف لے گئے ہیں۔ آپ راستہ میں سڈنی بھی تبلیغ کے لیئے اُتریں گے ×

ہانگ کانگ اخویم غلام مجتبیٰ خاں صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ہانگ کانگ نے پچھلے دنوں درخواست کی تھی کہ ایک مبلغ اُن کی انجمن کے خرچ پر اُن کے ہاں بھیجا جاوے۔ حضرت اقدس نے ہانگ کانگ میں مشنری کا تقرر جنگ کے بعد جانے کا فیصلہ فرمایا ہے ×

سکرٹری صاحب انجمن ہانگ کانگ نے اپنے بچوں کو چینی زبان محض اس لیئے سکھانی شروع کی ہے۔ کہ وہ چینی میں تبلیغ کر سکیں۔ جزاک اللہ خیرا ×

متفرق داعظین ترقی اسلام مختلف حصص پنجاب میں اپنے فرائض تبلیغ عمدگی سے بجا لارہے ہیں۔ بمبئی کا مشن اپنا کام مستعدی سے باوجود مخالفت کر رہا ہے۔ مولوی محمد اسمٰعیل درس قرآن شریف باقاعدہ دیتے ہیں۔ انجمن بوشہر (ایران) کے ممبر نہایت کوشش سے حضرت احمد علیہ السلام کا پیغام ایرانیوں کو پہنچا رہے ہیں۔ خواجہ اعجاز علی شاہ صاحب ملک کوکن میں اور اخویم سردار خاں صاحب علاقہ شولاپور میں اور اکثر احمدی برادران مختلف اقطاع عالم میں بلغ ما انزل الیک کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہیں۔ ایسے احباب میں برادر عبدالکریم صاحب خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ آپ اس وقت مصر میں ہیں اور نہ صرف قرآن کریم انگریزی کی متعدد کاپیاں فروخت کرچکے

ہیں۔ بلکہ اکثر لوگوں کو سلسلہ حقہ کی دعوت کا فرض بھی احسن طور پر پورا کرتے رہتے ہیں۔ برادر موصوف بغرض تبلیغ فرنچ اور عربی پڑھ رہے ہیں۔ آپنے مولوی ابو الہاشم خانصاحب کا مضمون "ہر برطانوی مرد و عورت کے نام" کا عربی ترجمہ اخبارات مصر میں شائع کرادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی کوششوں کو بارآور کرے۔ آمین

برادران نائیجیریا۔ سیرالیون خیریت سے ہیں۔ انہوں نے گولڈ کوسٹ میں نئی انجمن بنانے کی منظوری حضرت سے حاصل کی ہے۔ اور انشاء اللہ کوئی مبلغ عنقریب نائیجیریا تبدیل کیا جائیگا اس سفر کے لیئے ۴۰ پونڈ کی فوری ضرورت ہے ÷

اوڑیسہ علاقہ اوڑیسہ کے احمدیوں نے قصبہ کیمبی میں اپنے تمام علاقہ کے احمدیوں کی کانفرنس منعقد کی اور مولوی عبد الحلیم صاحب کٹکی کی تقریریں ہوئیں۔ افسوس ہے کہ مولوی سعید الدین صاحب کٹکی کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ÷

نئے جلسے فیروزپور۔ سرگودہ۔ قائم گنج اور دیگر مقامات میں مبلغین کے جانیکے احکام حضرت خلافت مآب کے حضور سے صادر ہو چکے ہیں ÷

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح سلسلہ کی اہم ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح دہلی تشریف لے گئے ہیں۔ متعدد علماء کا ایک وفد حضور کے ہمرکاب ہے۔ ماہ ستمبر میں شملہ قیام فرمانے سے حضرت اقدس کی صحت کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ احباب اس مفید وجود کی صحت اور درازیٔ عمر کے لیئے دعا فرمادیں ÷

سالانہ جلسہ قریب آیا

یہ تو ہمارے احمدی احباب کو معلوم ہی ہے کہ ماہ دسمبر کے آخری ہفتے میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ہوگا جسکی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور پسند فرمایا کہ جہاں تک ممکن ہو سب احمدی اسمیں شریک ہوکر نہ صرف ایک دوسرے سے تعارف و تحابب بڑھائیں

بلکہ سلسلہ کے امام کی خاص دعاؤں سے حصہ لیں اور اس پیشگوئی کے پورا کرنیوالے ٹھیریں جو یاتون من کل فجٍ عمیق میں ہے۔ اور یہ شعر متمثل ہو کر مخالفین سلسلہ کے سامنے آجائے ؎

زمینِ قادیان اب محترم ہے ✽ ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے فرض کو پہچانیں۔ بجائے اس قسم کی تحریکوں کے کہ جلسہ پر آنا چاہیئے انکی طرف سے ایسی تحریکیں شائع ہونی چاہیئیں۔ کہ اس سالانہ جلسہ پر ہمارے کیا کیا فرض ہیں اور ہمارے پروگرام سالانہ میں کونسے اہم کام ہیں۔ پھر وہ یہ بھی دیکھیں کہ کن کن کاموں کے سرانجام دینے میں نقص رہ گیا ہے۔ اور مومن کا تو ہر روز ترقی کے لیئے آتا ہے اور ہمیں یہ خوب معلوم ہے کہ من استواہ یوماہ فھو مجنون۔ پس ہم نے صرف یہ نہیں دیکھنا کہ ہم میں کچھ کمی تو نہیں آئی۔ بلکہ اس بات پر نظر کرنا ہے کہ ہم نے کیا کیا ترقی کی ہے پھر جہاں اپنے اندر ذرا بھی کمزوری پائیں فوراً اس کی اصلاح کریں۔

بنا بریں میری یہ التماس ہے کہ آپ ابھی سے اپنے اپنے حلقہ اثر میں سالانہ جلسہ کے اخراجات اور اس میں سرانجام ہونے والے کاموں کے لیئے تحریک شروع کریں اور اس جلسہ کو دوسرے تمام جلسوں سے کامیاب بنانے میں ساعی ہوں۔

یہ بہت ضروری ہے کہ کم از کم ایک روپیہ فی کس پیشگی صدر انجمن کے دفتر میں بمد مصارف جلسہ پہنچ جانا چاہیئے تاکہ کسی قسم کی دقت انتظام میں پیش نہ آئے۔ اور جو لوگ قادیان میں کم آتے ہیں یا جنہیں یہاں آنے کا کبھی ایک یا دوسری وجہ سے موقعہ نہیں ملا انہیں ساتھ لائیں تاکہ کمزور دلوں کے قلوب پر جو زنگ ہے وہ صیقل قرآنی سے اتر جائے اور وہ بھی اس نور سے معمور ہوں جس سے اصحاب کبار مسیح موعودؑ کے سینے منور ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو بیش از بیش توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

گوشوارہ آمد و اخراجات صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

صیغہ تعلیم

آمد: فیس بورڈر	چندہ مدرسہ	عوض خوراک	گرانٹ	ازدیاد	متفرق	فیس بورڈنگ	صنعتی	کرایہ مکان	امداد	میزان	بقایا سابقہ	میزان کل	اخراجات: تنخواہ ہائی سکول	سائر	تنخواہ بورڈنگ	سائر بورڈنگ	لائبریری	تنخواہ	کرایہ سکول	کرایہ مکانات	متفرق تعلیم	ازدیاد	میزان	بقایا
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ — صیغہ تعمیر — مستقل فنڈ

مدرسہ احمدیہ آمد: چندہ مدرسہ	عوض خوراک	متفرق	فیس	میزان آمد	فاضل سابقہ	فاضل	اخراجات: تنخواہ مدرسہ	سائر مدرسہ	تنخواہ بورڈنگ	سائر بورڈنگ	کتب	وظائف	وظائف طلباء	میزان خرچ	فاضل	صیغہ تعمیر آمد: چندہ	متفرق	میزان آمد	فاضل سابقہ	فاضل	اخراجات: اخراجات تعمیر	فاضل	مستقل فنڈ: بقایا سابقہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام — مساکین — یتامیٰ

اشاعت اسلام آمد: امانت	انگریزی	اردو	کمیشن	متفرق	ریویو	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان	اخراجات: عملہ	انگریزی	اردو	سائر	میزان خرچ	باقی	مساکین آمد: چندہ	وظیفہ	میزان	بقایا سابقہ	کل میزان	یتامیٰ آمد: چندہ	فاضل سابقہ	فاضل	خرچ: وظائف	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

صیغہ بیت المال — صیغہ متفرقات

بیت المال آمد: زکوٰۃ	متفرق	کرایہ دکانات	میزان آمد	بقایا سابقہ	فاضل	اخراجات: عملہ	سائر	خورد و نوش	وظائف	وظائف	میزان خرچ	فاضل	متفرقات آمد: فیس لازمی	فیس	متفرق	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان	اخراجات: سائر	عملہ	ناظر	متفرقات	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تفصیل بقایا صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان یکم اگست ۱۹۱۴ء

تعلیم	۱۱	۰	۱۲۲۷۹۱
اشاعت اسلام	۰	۲	۴۷۱۰
ساکین	۱۱	۵	۲۲۷۸
مقبرہ	۶	۵	۱۴۲۴۹
زکوٰۃ	۲	۶	۸۰۹
بورڈران ہائی	۰	۱۰	۳۲۱
〃 احمدیہ	۰	۲	۳۱۵
امانت اندرونی	۰	۷	۴۴۴۷
〃 بیرونی	۰	۰	۶۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان بقایا	۰	۱۰	۴۳۴۹۷
منہائی فاضل	۱	۱۲	۲۹۰۲۶
باقی	۱۱	۱۳	۱۴۴۷۰
منہائی پیشگی	۰	۵	۱۱۸۴۸
باقی موجود نزد امین	۱۱	۸	۲۶۲۲

تفصیل فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۱۱۸۰۵
تعمیر	۹	۸	۱۲۳۵
یتامیٰ	۱	۱۲	۱۱۶۸
بیت المال	۳	۴	۱۴۲۶۶
متفرقات	۰	۳	۵۵۱
میزان	۱	۱۲	۲۹۰۲۶

تفصیل پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۰	۱	۱۵۶۰
بیت المال	۰	۰	۷۸۹۵
مقبرہ	۰	۰	۴۲۰
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
تعمیر	۰	۰	۵۰
متفرقات	۰	۴	۹۷۳
میزان	۰	۵	۱۱۸۴۸

محمد اشرف
ناظر

عبدالرحمٰن (دہلوی)
محاسب

صیغہ مقبرہ — آمد — اخراجات | زکوٰۃ — آمد — اخراجات | امانت اندرونی | امانت بیرونی

بورڈران ہائی — آمد — اخراجات | بورڈران — آمد — اخراجات

[illegible]

گوشوارہ آمد و اخراجات صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ اگست ۱۹۱۲ء

صیغہ تعلیم — مسافرین

فیس داخلہ	جزو ماہوار	عوض ٹیچر	ادائیگیات	متفرق	صنعتی تعلیم	کرایہ بنگلہ جات	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان	عملہ سکول	عملہ بورڈنگ	سامان بورڈنگ	ہاکی	فیس انٹرنس	کرایہ سکول	کرایہ مکان	صنعتی تعلیم	میزان خرچ	بقایا	چندہ	بقایا سابقہ	میزان بقایا
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ — یتامی — زکوٰۃ

جزو ماہوار	عوض ٹیچر	متفرق	فیس	وظائف	میزان آمد	فاضل بقایا	فاضل	عملہ مدرسہ	سامان مدرسہ	عملہ بورڈنگ	وظائف امدادی	میزان خرچ	فاضل	چندہ	فاضل بقایا	فاضل	وظائف	فاضل	چندہ	بقایا سابقہ	میزان	وظائف مساکین و غرباء	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام — تعمیر

اعانت	انگریزی	اردو	[illegible]	متفرق	[illegible]	کرایہ	میزان	بقایا سابقہ	میزان خرچ	عملہ	انگریزی	اردو	[illegible]	میزان	بقایا	چندہ	آمد	متفرق	میزان	فاضل بقایا	فاضل	مستقل اخراجات	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بیت المال — متفرقات

جزو ماہوار	متفرق	کرایہ مکانات	میزان	فاضل بقایا	عملہ	محصول ڈاک	وظائف اہل البیت	وظائف	میزان خرچ	فاضل	چندہ	[illegible]	متفرق	میزان آمد	بقایا سابقہ	فاضل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تفصیل بقایا صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۷ء

تعلیم	۱۱	۹	۱۲۲۳۰
اشاعت اسلام	۳	۴	۵۰۶۵
مقبرہ	۰	۴	۱۴۹۵۵
مساکین	۱۱	۶	۳۳۷۶
زکوٰۃ	۸	۲	۹۱۲
بورڈران ہائی	۶	۱۳	۱۹
〃 احمدیہ	۹	۱۴	۲۸۸
امانت اندرونی	۰	۱۵	۴۴۴۵
〃 بیرونی	۰	۰	۶۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۶	۹	۴۵۲۵۹
منہائی فاضل	۴	۴	۲۸۴۷۱
باقی	۲	۵	۱۶۷۸۸
منہائی پیشگی	۰	۵	۱۲۳۴۸
باقی زر دامین	۲	۰	۴۴۴۰

تفصیل فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۶	۵	۱۱۶۵۴
بیت المال	۶	۰	۱۳۵۴۹
تعمیر	۰	۷	۱۲۵۴
یتامیٰ	۷	۱۰	۱۱۳۰
متفرقات	۹	۱۲	۸۸۰
میزان	۴	۴	۲۸۴۷۱

تفصیل پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۰	۱	۱۵۶۰
بیت المال	۰	۰	۷۸۹۵
مقبرہ	۰	۰	۴۲۰
مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
تعمیر	۰	۰	۵۵۰
متفرقات	۰	۴	۹۷۳
میزان	۰	۵	۱۲۳۴۸

محمد اشرف — ناظر

عبدالرحمٰن (مصری) — محاسب

صیغہ مقبرہ بہشتی — آمد — اخراجات — امانت اندرونی — امانت بیرونی — مستقل فنڈ

بورڈران ہائی — آمد — اخراجات — بورڈران احمدیہ — آمد — اخراجات

[illegible]

درخواست دعا اور پچاس روپیہ کا نذرانہ

جملہ بزرگان و برادران احمدیہ و ناظرین رسالہ ہذا ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

صاحبان

میرا لڑکا مسمی خداداد خان جنگ یورپ کے شوق میں شروع ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۶ء کو کراچی سے جہاز پر سوار ہو کر خدا جانے کس طرف چلا گیا ہے ۔ ہر چند اخبارات میں اسکی تلاش کیلئے نوٹس شائع کرائے اور بہت سے احباب کو بصرہ کی طرف خطوط بھیجے گئے لیکن گردش تقدیر سے آجتک کوئی پتہ نہیں ملا لہٰذا نہایت عجز و الحاح سے گذارش ہے کہ اسکی واپسی اور خیریت کی خبر ملنے کے لیئے للہ دردِ دل سے بار بار دعا کیجاوے عند اللہ ماجور ہونگے اس لڑکے کا پتہ ملجاوے تو جو صاحب پورا پتہ اور اسکے ہاتھ کا خط لکھوا کر بھیجدینگے تو انکی خدمت میں مبلغ پچاس روپیہ بطور شکریہ و نذرانہ کے فوراً بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دونگا ۔ والسلام ۔ فقط

حلیہ حسب ذیل ہے

نام — عمر — رنگ

خداداد خان — ۱۸ سال — گندمی سیاہی مائل

یا عبداللہ یا اور کوئی نام رکھ لیا ہو ۔

جسم پتلا کمزور قد میانہ آغاز شباب دہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی کا سر والا پورہ انداز دینی کٹا ہوا ماتھے پر بالائے پیشانی دہنی جانب بالوں میں چوٹ کا نشان اس طرح کا ہے ــــ

الملتمس خاکسار و محتاج دعا ۔ محمد ایوب خان رسالدار رسالہ ۵۶ شتران کیمپ پدرگ ضلع کوئٹہ بلوچستان

ڈاکٹر کی ہدایت

قیمت عہ

نوبتی بخار، سخت زکام اور ہلکی قسم کے طاعون کے لیئے باٹلی والا کا ایگیو مکسچر بڑی بوتل یا بخار کی گولیاں باٹلی والا کا ملہم ۔ بچوں اور کمزور اشخاص کے لیئے مقوی قیمت عہ ر باٹلی والا کی اصلی کونین کی ٹکیاں ایک اور دو گرین کی گولیوں کی بوتل باٹلی والا کا ایگیو مکسچر چھوٹی بوتل قیمت ۸ ر کالرا ۔ ہیضہ و دستوں اور قے کے واسطے قیمت عہ ر دانتوں کا منجن قیمت ۴ ر مقوی گولیاں زرد رنگ اور کمزور اعصاب کے لیئے قیمت عہ ر داد کا مرہم ۔ داد اور خارش کے لیئے قیمت ۴ ر یہ ادویہ ہندوستان میں سب جگہ فروخت ہوتی ہیں نیز ڈاکٹر ایچ ۔ ایل ۔ باٹلی والا اینڈ سنز ورلی کلو بینڈ ہل بمبئی سے مل سکتی ہیں ۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۲۷

لال شربت - لال شربت - لال شربت

قیمت فی شیشی بارہ آنہ ۱۲/ محصولڈاک چار آنہ ۴/

(رجسٹرڈ ٹریڈ مارک)

قیمت فی شیشی بارہ آنہ ۱۲/ محصولڈاک چار آنہ ۴/

Digitized by Khilafat Library

اگر آپ اپنے بچوں اور عزیزوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلادیں کلیجہ کی کمزوری ۔ کھانسی اور لاغری کو دور کرنا چاہتے ہیں تو لال شربت پلادیں بچے سے ضعیف تک کو دوا یکساں فائدہ کرتی ہے پینے میں شیریں اور رنگ سُرخ ہونیکی وجہ سے

بچے خاصکر بہت ہی خوشی سے پیتے ہیں آپ بھی اپنے بچوں اور عزیزوں کو پلاکر آزمائش کریں قیمت فی شیشی بارہ آنہ ۱۲/ محصولڈاک چار آنہ ۴/ تین شیشی کی قیمت دو روپیہ ۲/ محصولڈاک دس آنہ ۱۰/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵و۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

Digitized by Khilafat Library

جلد ۱۶ نومبر ۱۹۱۷ء نمبر ۱۱

مطابق صفر المظفر ۱۳۳۶ھ

فہرست مضامین

ابطالِ تثلیث ۴۰۱ - ۴۰۶

گوشت خوری ۴۰۷ - ۴۲۹

اخبار احمدیہ - ۴۲۹ - ۴۳۵

سالانہ جلسہ قریب آیا ۴۳۵ - ۴۳۶

گوشوارے ۴۳۷ - ۴۴۰

لنڈن میں جلسۂ تبلیغ و قبول اسلام

جناب عبدالمحی عرب مولوی فاضل لنڈن سے لکھتے ہیں کہ :- " ۹ ستمبر ۱۹۱۷ء کی شام کو مسجد کے ہال میں جو ۴۲ اسٹار اسٹریٹ - ڈبلیو ۲ ایجویر روڈ شہر لنڈن میں ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب نے ایک لیکچر بزبان انگریزی اس مضمون پر دیا کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے اور وہ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے - اور نہایت خوش اسلوبی سے دکھایا کہ وہ مقصد حصول رضائے الٰہی ہے - اور بجز اسلام کہیں مل نہیں سکتا - سامعین انگریز مردوں اور عورتوں کا خاصہ مجمع تھا - سب پر اچھا اثر ہوا - بعد لیکچر سوالات کی اجازت دی گئی اور دلچسپ ہوئی - ایک معزز خاتون بنام مس ای سنل مشرف باسلام ہوئیں - اور مفتی صاحب نے اسکا اسلامی نام میمونہ رکھا ہے ؛

خاکسار نے ایک ہوٹل کھولا ہے جہاں اکثر انگریز آتے ہیں - اور جہاں تک ضرورت اور موقعہ ہوتا ہے - انکو تبلیغ کیجاتی ہے " ۱۲ ستمبر ۱۹۱۷ء عبدالمحی عرب مولوی فاضل از لنڈن

اطلاع

ہمارے دفتر میں " زندہ خدا کے زبردست نشان " انگریزی چھپ کر آ گیا ہے - لہٰذا احباب جو ان کو انگریزوں - انگریزی خوانوں (ہندو یا مسلمانوں) میں تقسیم کر سکیں - ہمارے دفتر سے مفت منگوا کر تقسیم کر کے عنداللہ ماجور ہوں ؛ والسلام

فتح محمد سیال

جوائنٹ سیکرٹری ترقی اسلام

قادیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ابطالِ تثلیث

تثلیث کے خلاف قرآن و خبر کی اسناد بیّنات ہوتے ہوئے کون دیانتدار محقق ہے۔ کہ جسے اپنی سچی تحقیق کا ذرا بھی پاس ہو۔ اور وہ پھر بھی قرآن کریم ہی سے تثلیث یا الوہیت مسیح ثابت کرتے ہوئے نہ شرمائے۔ مگر برخلاف اسکے اہل تثلیث کو دیکھو کہ جس صورت میں قرآن پاک کے اندر لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَہ۔ اور اسی مضمون کی کئی دیگر آیات موجود ہیں۔۔۔ وہ پھر بھی بسا اوقات عام جہلاء کے روبرو فرقان حمید سے تثلیث ثابت کرنے کے لیئے زور مارا کرتے ہیں۔ اور اپنی نرالی منطق سے الفاظ کلمۃ اللہ اور روح اللہ سے کرید کرید کر الوہیت مسیح و تثلیث ڈھونڈھتے ہیں!۔

اس جگہ یہ بات بھی قابل تحریر ہے۔ کہ ایسے فرقہ جات دراصل ہمیشہ سے ہی چلے آتے ہیں۔ جو اپنے انبیاء کے درجہ کو گھٹا بڑھا کر اور توڑ مروڑ کر سیدھا اُلٹا دکھلانے میں ہی اپنی کامیابی اور سُرخروئی سمجھتے ہیں۔ اسی سُنّت قدیمہ کے حصہ داروں میں سے آجکل اس زمانہ میں بھی ایک فرقہ اسلام میں بھی پیدا ہوا ہے۔ یہ فرقہ بھی حقیقت میں اہل تثلیث ہی کا اُلٹ پھیر ہے۔ کیونکہ جس طرح اہل تثلیث نے بائیبل کے محاورہ ابن اللہ میں ٹھوکر کھائی۔ ایسے ہی ان لوگوں کو ٹھوکر لگی۔ یعنی جس طرح اہل تثلیث نے محاورہ ابن اللہ میں مسیح کو مخصوص ٹھہرا کر اسکی تخصیص ابنیت حقیقی تسلیم کی۔ اسی طرح ان لوگوں نے اسلام والہام کے محاورہ

نبی اللہ سے مسیح موعودؑ کو مخصوص کرکے آپؑ کو مجازی نبی بنایا۔ لہٰذا یہ ہر دو فرقہ جات دراصل ایک دوسرے کے معاون و ممد ہیں۔ کیونکہ جس طرح مسیحیوں نے سابقہ انبیاء اور ابنائے اللہ کی فہرست سے مسیح یسوع کو الگ کرکے اسکی شان بڑھائی۔ ویسے ہی اس فرقہ نے سابقہ انبیائے کرام کے واسطے تو لفظ نبی اللہ کو حقیقی معنوں میں سمجھا۔ مگر صرف مسیح موعودؑ کے واسطے محض لغوی کا من گھڑت ڈھکوسلا گھڑ لیا۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ اس لفظ کے معنی ہر ایک کے واسطے مساوی لیئے جاتے۔ پس اس طرح اس فرقہ نے ہر طرح سے یہ کوشش کی۔ کہ کسی طرح مسیح موعودؑ کا درجہ گھٹا کر اسے غیر نبی ثابت کیا جائے ؂

آمدم برسر مطلب۔ بالعموم دیکھا گیا ہے۔ کہ اہل تثلیث قرآن کریم کی آیت ۱۷۱ سورہ نساء سے الوہیت مسیح ثابت کیا کرتے ہیں۔ اور لفظ کلمتہٗ و روح منہ سے الوہیت مسیح نکالتے ہیں۔ مگر افسوس۔ کہ اگر یہ ناممکن امر بطور فرض ممکن ہو جاوے۔ تو بھی روح القدس کا خانہ خالی رہ جاتا ہے۔ اور تثلیث تو نہیں۔ مگر تثنیہ ثابت ہوگا۔ جیسے انجیل یوحنا کے الفاظ "یہی خدا کے ساتھ تھا" یوحنا ۱:۲ صادق آتے ہیں۔ لیکن کیا اس کتاب سے جو توحید کے جامع اصول سکھانے والی اور باواز دہل کلمۂ توحید سنانے والی ہے کہیں یہ ممکن ہے کہ اس سے تثلیث ثابت ہو جائے حاشا و کلا۔

چونکہ قرآن کریم کی رو سے ہر ایک احمدی بھائی خدا کے فضل سے کافی سے زیادہ لفظ کلمہ و روح کی تشریح جانتے ہیں۔ اس لیئے اسجگہ ہم یہ بتاتے ہیں۔ کہ یہ الفاظ خود بائیبل میں کن کن مواقع پر اور کون کون سے معانی میں مستعمل ہوئے ہیں۔ لیکن کیا خوب ہو۔ کہ ہمارے عربی خوان ناظرین چند منٹوں کے لیئے اپنی اردو کی بائیبل کو بالائے طاق رکھکر اسکی جگہ عربی کی بائیبل پڑھیں تا معلوم ہو جائے۔ کہ الفاظ کلمۃ اللہ و کلمۃ الرب و روح اللہ کے کیا معنی ہیں ؂

(۱) سب سے پہلے یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اگر روح اللہ سے مراد اللہ کی روح یعنی خدا خود لیا جاوے تو پھر ناقۃ اللہ سے مراد اللہ کی اونٹنی۔ تو گویا خدا انسان کی طرح راکب ہوا۔ کیا خوب

(۲) روح بمعنی پھونک۔ اور بقول بعض مفسرین کے جبرائیل کے نفخ سے مریم حاملہ ہوئی تھیں